اردو میں نعت نگاری کی روایت اور سید وحید الحسن ہاشمی

Tradition of *Naat* Writing in Urdu and Syed Waheed ul Hassan Hashmi

Open Access Journal
Qtly. Noor-e-Marfat
eISSN: 2710-3463
pISSN: 2221-1659
www.nooremarfat.com
Note: All Copy Rights are Preserved.

Qalandar Abbas
Ph.D. Scholar AIOU Islamabad, Urdu department.
E-mail: qalandarmalik786@gmail.com
Dr. Abrar Abdul Salam
Govt Emerson college university Multan.
E-mail: drabrarabdulsalam@gmail.com

Abstract: Naat-writing is a particular genre of Urdu literature, which has undertaken an evolutionary journey like other genres. One of the crucial phases of this journey is tied with Syed Waheed al-Hasan Hashmi. Hashmi is that contemporary poet of Urdu who has introduced new trends, styles, and linguistic expressions in naat, manqabat, noha and modern short marthiya. The presentation of the life and character of the Holy prophet is, however, his central theme. Likewise, his love for the Ahl al-Bayt is also evident in his naat-writing. This article sheds light on the role of Hashmi in the evolutionary journey of the tradition of naat-writing.

Keywords: Naat, Waheed al-Hasan Hashmi, Evolutionary Movement, Seerah Tayibah.

خلاصہ

نعت نگاری اردو ادب کی ایک خاص صنف ہے جس نے دیگر اصنافِ سخن کی مانند ایک ارتقائی سفر طے کیا ہے۔ اس سفر کا ایک اہم مرحلہ سید وحید الحسن ہاشمی کے نام سے جڑا ہوا ہے۔ وحید الحسن وہ معاصر اردو شاعر ہیں جنہوں نے نعت، سلام، منقبت، نوحہ اور جدید مختصر مرثیہ کی صنف میں نئے رجحانات، اسلوب اور لسانی تاثرات متعارف کرائے ہیں۔ تاہم حضور اکرم ﷺ کی سیرت و کردار کی ترجمانی ان کا مرکزی موضوع ہے۔ اسی طرح ان کی نعتیہ شاعری پر اہلبیت علیہم السلام کی محبت اور عقیدت کے بھی گہرے اثرات واضح نظر آتے ہیں۔ یہ مقالہ نعتیہ کلام کے ارتقائی سفر میں سید وحید الحسن ہاشمی کے کردار پر روشنی ڈالتا ہے۔

کلیدی کلمات: نعت، سیرت طیبہ، وحید الحسن ہاشمی، ارتقائی سفر۔

مقدمہ

اردو شاعری میں نعت ایک اہم صنف سخن ہے۔ اردو میں نعت کا موضوعاتی افق کافی وسیع ہے۔ اس میں رسالتمآب ﷺ کی ذات اور صفات کے علاوہ اقتصادیات، عمرانیات، سماجیات اور تصوف و اخلاق سے لے کر تہذیب و ثقافت اور ذاتی احوال تک مختلف اور متنوع موضوعات کا بیان ملتا ہے۔ بنابریں، اس موضوع پر تحقیقی کام کی کافی ضرورت ہے تاکہ آنحضرت ﷺ کی سیرت کے مختلف گوشے اجاگر کیے جائیں اور آپ کے اسوہ کاملہ کو قابل تقلید بنایا جاسکے۔ اسی غرض و غایت کے تحقق زیر نظر مقالہ میں اردو نعت نگاری کے ارتقاء میں سید وحید الحسن ہاشمی کے کردار کو اجاگر کرنے کے ضمن میں اسوہ رسول سے والہانہ وابستگی اور عاشقانہ پیروی کی زمین ہموار کی جاسکے۔

نعت کا لغوی اور اصطلاحی مفہوم

نعت (ن ع ت) عربی زبان کا ایک مادہ ہے جس کے معنی تعریف، توصیف، ثنا اور وصف و ستائش کے ہیں۔ اردو لغات میں عربی، فارسی لغات کی پیروی میں نعت کا لفظ مطلق وصف اور ثنائے رسول ﷺ دونوں معنوں میں آیا ہے۔ نور اللغات کے مطابق: "نعت" (ع، بالفتح) مونث یہ لفظ بمعنی مطلق وصف ہے لیکن اس کا استعمال آنحضرت ﷺ کی ستائش و ثنا کے لئے مخصوص ہے۔[1]" اصطلاحی معنوں میں وہ اشعار جن میں سرکار دو عالمؐ کی ذات بابرکات سے اظہار عقیدت کیا جائے نعت کے زمرے میں آتے ہیں۔ ڈاکٹر ریاض مجید نعت کے مفہوم کو یوں بیان کرتے ہیں: "اردو میں نعت کا استعمال ایک مخصوص اصطلاح کے طور پر ہی نظر آتا ہے یعنی اس سے صرف آنحضرت ﷺ کی مدح مراد لی جاتی ہے۔"[2] جہاں تک نعت کی ہیئت کا تعلق ہے نعت گوئی کے لئے شاعری کی کوئی مخصوص ہیئت مقرر نہیں ہے۔ اس کا تعلق صرف اور صرف موضوع سے ہے۔ اسے شاعری کی کسی بھی ہیئت غزل، نظم، مثنوی، رباعی، آزاد نظم، نظم معریٰ، قطعہ، مثلث، مسدس اور مخمس وغیرہ میں لکھا جاسکتا ہے۔ نعت کی ہیئت کے ضمن میں سید ابو الخیر کشفی رقم طراز ہیں: "نعت ایک مشکل صنف سخن ہے ہیئت کی بنیاد پر نہیں موضوع کی بنیاد پر نعت ہر فارم اور ہر ہیئت میں لکھی جاتی ہے شاعر کو اختیار ہے کہ وہ اپنے نعتیہ موضوع اور شعری تجربے کے مطابق ہیئت کا انتخاب کرئے۔"[3]

نعتیہ شاعری کے اسباب و محرکات

نعت در حقیقت، ایک عظیم اور وسیع موضوع ہے۔ کیونکہ اس کا تعلق کائنات کی عظیم ترین شخصیت اور محسن انسانیت سرکار دوعالم ﷺ سے ہے۔ نعت میں رسالت مآب ﷺ کی سیرت طیبہ، اوصاف حمیدہ، معجزات، دوسرے پیغمبروں پر آپؐ کی فضیلت، فریاد و استغاثہ، وسیلہ مغفرت و شفاعت، ظہور قدسی کا ذکر، زیارت رسول

پاک ﷺ کی خواہش کا اظہار، خواب میں دیدار کی تمنا، شان رحمت اللعالمین ﷺ کی توضیحات، اقوام عالم میں اشاعت و توسیع اسلام، سفر معراج، حسب نسب، پاکیزگی کردار، حضور ﷺ کے حسن و جمال کی مدحت، نعت کے ذریعے تبلیغ دین شمائل و فضائل، سراپا نگاری اور آشوب نگاری، حلیہ اقدس، غزوات نبوی، معمولات نبوی ﷺ، جیسے مضامین شامل ہیں۔

دراصل، نعت ایک مسلمان یا کسی انسان کی رسالت مآب ﷺ کی ذات سے بے پناہ محبت اور عقیدت کا اظہار ہے۔ حضرت محمد ﷺ سے محبت ایسا ہمہ گیر جذبہ ہے جو نیک و گنہگار سب ہی اپنے دل میں سرکار دو عالم ﷺ سے رکھتے ہیں۔ اس محبت کا تقاضا یہ تھا کہ دل کی بات زبان پر آکر شعر و سخن بن جائے۔ علاوہ ازیں نعتیہ شاعری کے پروان چڑھنے کے اسباب و محرکات کا جائزہ لیں تو بقول ڈاکٹر فرمان فتح پوری: "نعت گوئی کا اولین محرک مسلمانوں کے عقیدہ کے مطابق حضرت محمدؐ کا ذکر و اذکار کرنا، ان کی سیرت و شخصیت سے عوام الناس کو روشناس کروانا، ان کی پیروی و تقلید کی ترغیب دینا اور ان کے نام پر درود و سلام بھیجنا ثواب اور ذریعہ نجات ہے۔"[4]

حمد کی طرح نعت بھی قدیم صنف سخن ہے اس حوالے سے اگر عربی، فارسی اور اردو شاعری کا مطالعہ کیا جائے تو شاید ہی کوئی ایسا صاحب دیوان شاعر ہو جس نے صنف نعت میں طبع آزمائی نہ کی ہو۔ ہر دور کے شعرا نے اس صنف کی تشکیل و پرداخت میں حصہ لیا ہے اور اپنے افکار و خیالات سے اس کو ثمر بار کیا ہے۔ فن نعت گوئی کے تقاضے اور آداب بھی ہیں نعت گوئی مشکل، پاکیزہ اور نازک صنف سخن ہے اسے تلوار کی دھار اور پل صراط پر چلنے کے مترادف بتایا گیا ہے۔ نعت گوئی کا محرک حب رسول ﷺ ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ نعت صرف رسمی انداز میں نہ کہی جائے بلکہ عشق رسول ﷺ کا اظہار ہو زبان پاکیزہ اور الفاظ و تراکیب آپؐ کے مقام و مرتبہ کے مطابق ہوں۔ لہجے میں نرمی، دھیما پن اور پر تاثیر ہونا بھی لازمی ہے۔ اس ضمن میں راجا رشید محمود رقم طراز ہیں: "نعت گو کے لئے ضروری ہے کہ معبود اور محبوب کے نازک فرق کو بھی پیش نظر رکھے اور "عبد" اور "عبدہ" میں بُعد کو بھی نگاہ سے اوجھل نہ ہونے دے۔"[5]

نعت کا مأخذ

قرآن مجید نعت کا سب سے بڑا مأخذ ہے۔ قرآن مجید کے غائر مطالعے سے واضح ہوتا ہے کہ اس کتاب برحق میں آغاز سے اختتام تک جا بجا نعتیہ مضامین موجود ہیں۔ دنیا کی ہر زبان سے تعلق رکھنے والے نعت گو شعرا نے بیشتر اصطلاحات اور موضوعات قرآن مقدس کے انوار اسلوب سے ہی لیے ہیں۔ سرکار دو عالم سرور کون و مکاں حضرت محمد ﷺ کو خالق کائنات نے قرآن مجید میں آفاقی القابات سے نوازا ہے ان میں خاتم النبین، رحمۃ

للعالمین، بشیر، نذیر، سراجا منیرا، روف و رحیم، صاحب خلق عظیم، طٰحٰہ، یاسین، مزمل، مدثر، صاحب معراج و صاحب مقام محمود، معلم کتاب و حکمت، صاحب اتمام دین، دعائے خلیل، نوید مسیح، و رفعنالك ذکرك، بشق القمر جیسے عظیم القابات شامل ہیں[6] قرآن مجید کی متعدد آیات میں آپؐ کی بعثت و نبوت، مقام و منصب کی بلندی، کردار و عمل کی بلندی اور معجزات وغیرہ کا تذکرہ ہے۔ قرآن مجید سے چند آیات بطور مثال پیش کی جاتی ہیں جو آپ ﷺ کی شان نزول میں نازل ہوئیں جن میں اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی تعریف کی ہے:

1. إِنَّ اللهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا (56:33) ترجمہ: "تحقیق اللہ اور اس کے فرشتے نبیؐ پر درود بھیجتے ہیں اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود بھیجو اور خوب خوب سلام بھیجو۔"
2. وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ (107:21) ترجمہ: "اور ہم نے آپؐ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا۔"
3. وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ (4:94) ترجمہ: "اور ہم نے آپؐ کا ذکر بلند کیا۔"
4. إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَنَذِيرًا (35:24) ترجمہ: "بے شک ہم نے آپؐ کو حق بات دے کر جنت کی بشارت دینے والا اور جہنم سے ڈرانے والا بنا کر بھیجا۔"

قرآن مجید کے بعد احادیث مبارکہ، قدیم صحائف اور الہامی کتابوں میں بھی رسول اکرم ﷺ کا ذکر موجود ہے جن کا شمار نعت کے زمرے میں ہوتا ہے۔ عہد رسالت کے حوالے سے کہا جاتا ہے کہ نعت کا لفظ سب سے پہلے حضرت علیؑ نے استعمال کیا۔ اس کے بعد سب سے پہلی نعت حضرت میمون بن قیس نے لکھی ان کے علاوہ حضرت ابو طالبؑ، حضرت خدیجہؑ، اور حضرت عائشہؓ سے بھی نعتیہ اشعار منسوب ہیں۔ تاہم باقاعدہ ایک صنف کے طور پر اسے حسان بن ثابتؓ، حضرت کعبؓ بن زہیر اور حضرت بوصیریؒ نے آگے بڑھایا۔[7]

حضرت حسانؓ بن ثابت کا شمار دربار رسالتؐ کے ممتاز ترین نعت گو شعرا میں ہوتا ہے۔ حضرت حسان بن ثابت سے عربی شاعری کی یہ روایت آگے بڑھتی ہوئی حضرت کعب بن زہیر "قصیدہ بانت سعاد" احمد قطربؒ (م:۸۲۱ء) ابوالعتاہیہؒ (م:۶۲۸ء) ابن العربیؒ (م:۱۲۴۰ء) شیخ جمال الدین الصرصریؒ (م:۱۲۵۸ء) سے ہوتی ہوئی امام شیخ شرف الدین محمد بن سعید بوصیریؒ (م:۶۹۷ھ) تک جا پہنچتی ہے ان کے "قصیدہ بردہ" کے حوالے سے ڈاکٹر رفیع الدین اشفاق رقم طراز ہیں: "اس قصیدے نے مسلمانوں کی تعلیم ان کے ادب، تاریخ اور اخلاق پر نہایت گہرا اثر ڈالا ہے۔"[8] یہ قصیدہ فصاحت و بلاغت، صنائع بدائع اور محاسن شعری کا ایک آئینہ خانہ ہے۔

شعرائے عرب کی پیروی میں دیگر زبانوں خصوصاً فارسی میں بہت زیادہ نعتیں اور نعتیہ قصائد کہے گئے۔ عربی شاعری کی یہ روایت اسلامی فتوحات کی بدولت بالخصوص فتح ایران کے بعد ایران میں پہنچی تو دو زبانوں کے آپس میں ہم آہنگ ہونے سے نعت کا ایک نیا اسلوب بھی سامنے آیا۔ یہ نیا اسلوب فارسی نعت کی ہیئیتی رنگارنگی اور موضوعات کے تنوع سے عبارت ہے۔ فارسی کے ان شعرا میں فردوسی (۳۵۰۔۴۱۳ھ) سنائی (م: ۵۴۵ھ) فریدالدین عطار (م: ۶۲۷ء) نظامی گنجوی (۵۳۵۔۵۹۹ھ) جلال الدین رومی (۶۰۴۔۶۷۲ھ) سعدی (م ۶۰۶ھ) جامی (۸۱۷۔۸۹۸ھ) خاقانی (۵۲۰۔۵۹۵ءھ) خواجہ کرمانی، حکیم قاآنی، عمر خیام کے ساتھ دیگر اولیائے کرام حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؒ، خواجہ معین الدین اجمیریؒ، خواجہ نظام الدین اولیاؒ، حضرت امیر خسرو، عرفی، نظیری، غالب اور اقبال شامل ہیں۔ ان سب شعرا نے اردو کی نعتیہ شاعری اور خاص طور پر نعت گو شعرا کو متاثر کیا ہے۔

نعتیہ شاعری کی یہ فارسی روایت آگے بڑھتی ہوئی اردو ہندی زبانوں کے علاوہ برصغیر پاک و ہند کی تمام علاقائی زبانوں تک پھیل گئی۔ برصغیر پاک و ہند میں مسلمانوں کی آمد اور اسلام کی وجہ سے یہاں کی سماجی، معاشی، معاشرتی اور لسانی فضا پر گہرے اثرات پڑے۔ اسلامی تہذیب، ثقافت، علوم و فنون اور افکار و نظریات نے ہندوستان کی سماجی زندگی کے مختلف شعبوں کو متاثر کیا۔ جب اردو شعرا نے شعر گوئی کا آغاز کیا تو ان کے سامنے فارسی زبان و ادب کی ایک طویل اور مستحکم روایت تھی فتوحات کے نتیجے کے طور پر برصغیر میں مسلمانوں کی حکومتوں کا آغاز ہوا تو سلاطین، اُمرا، علماء اور ادبا کی آمد کا سلسلہ بھی شروع ہوا۔ اردو کی پوری شاعری فارسی شعری روایت کی گرفت میں تھی چناں چہ اردو نعت گو شعرا نے بھی نعت کے اسالیب فارسی شاعری سے قبول کیے۔ نعت گوئی کے بیشتر لوازم اور اسالیب فارسی کے زیر اثر اردو میں آئے۔ اردو کے نعت گو شعرا نے فارسی شعرا کی رہنمائی میں قدم بڑھائے اور مثنوی، قصیدہ، قطعہ، رباعی کے ساتھ غزل کی ہیئت میں بھی نعت لکھی جانے لگی[9] اس ضمن میں صوفیائے کرام اور بزرگان دین کا اہم کردار ہے۔

نعتیہ شاعری کے فروغ میں صوفیائے کرام کا کردار

اردو ادب کی دیگر اصناف کی طرح اردو نعت کے اولین نمونے صوفیائے کرام کے ملفوظات وغیرہ میں ملتے ہیں۔ ان اقوال و ملفوظات کے ذریعے انہوں نے اسلام کی تبلیغ کی یہی وجہ ہے کہ نعتیہ شاعری میں علائم و رموز کا بڑا ذخیرہ صوفی شعرا کی وجہ سے بھی ملتا ہے۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ اردو کی قدیم اصناف کی ابتدا دکن میں ہوئی۔ اردو کی قدیم مثنویاں اس کی بہترین مثال ہیں۔ نعت کے سبھی ابتدائی نمونے مثنوی کی ہیئت میں ملتے ہیں کیونکہ یہ صنف سخن فارسی سے حاصل کی جانے والی ان ادوار کی مقبول ترین صنف سخن تھی۔ جدید تحقیق کے مطابق اردو کی

قدیم تصنیف نظامی دکنی کی "مثنوی کدم راؤ پدم راؤ" ہے۔ یہ مثنوی ۸۲۵ء تا ۸۳۸ء کے زمانہ کی تصنیف ہے۔ اس کے آغاز میں حمد کے بعد نعت کے اشعار ملتے ہیں۔ اس کے نعتیہ اشعار کی زبان ٹھیٹھ ہندی ہے جس میں سنسکرت اور پراکرت کے الفاظ کا کثرت سے استعمال کیا گیا ہے۔ نعت کی زبان مشکل ہے اور اس کے اسلوب پر اردو کی ہندوی روایت کا گہرا اثر نظر آتا ہے۔ بقول نصیر الدین ہاشمی اس مثنوی پر ابتدائی دکھنی کا اطلاق ہوتا ہے۔[10] یہ مخطوطہ کتب خانہ ادارہ ادبیات اردو میں موجود ہے۔ ڈاکٹر سید محی الدین قادری زور نے اس کا تعارف اپنی کتاب تذکرہ اردو مخطوطات میں کروایا ہے۔

اردو میں نعت کی اولیت کا سہرا اکثر محققین نے خواجہ بندہ نواز گیسو دارز کے سر باندھا ہے۔ جو ساتویں صدی ہجری کے بزرگ تھے اور سلطان نظام الدین اولیاء کے جانشین، شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی کے خلیفہ اور مرید تھے۔ ۸۱۵ ھ میں سلطان فیروز شاہ بہمنی کے عہد میں گل برگہ آئے اور ۸۲۵ ھ میں یہاں انتقال فرمایا تھا وہ طلبہ اور مریدین کو علم تصوف، حدیث اور سلوک کا درس دیتے تھے ان کے سلسلہ رشد و ہدایت سے ہزاروں طالبان فیض یاب ہوئے بہت سی تصانیف ان سے منسوب ہیں جن میں "معراج العاشقین"، "ہدایت نامہ"، "تلاوت الوجود"، "شکار نامہ" اور "رسالہ سہ بارہ" وغیرہ شامل ہیں۔[11] "معراج العاشقین" کے آخر میں منظوم کلام بھی ہے اس کلام میں ایک نظم "چکی نامہ" ہے جس کے بارہ بند ہیں "چکی نامہ" میں نعت کے اشعار حسب ذیل ہیں:

الف اللہ کا دستا　　　　نے محمدؐ ہو کر بستا
پہنچی طلب یوں کو دستا　　　　کہے یا بسم اللہ، ہو اللہ[12]

اردو نعت کا قدیم ترین ماخذ

اردو میں قدیم ترین نعت کی تلاش کی جائے تو سب سے قدیم سراغ فخر دین نظامی کی مثنوی کدم راؤ پدم راؤ میں نظر آتے ہیں۔ اس ضمن میں ڈاکٹر جمیل جالبی رقم طراز ہیں" : مثنوی کدم راؤ پدم راؤ کی اولین اہمیت یہ ہے کہ یہ اردو زبان کا قدیم ترین ادبی و لسانی نمونہ ہے جسے ۱۴۳۱ء اور ۱۴۳۵ء کے درمیانی عرصے میں آج سے تقریباً پونے چھ سو سال پہلے بہمنی دور حکومت میں فخر دین نظامی نے تصنیف کیا۔"[13] یہ مثنوی حمد و نعت اور منقبت سے شروع ہوتی ہے۔ نعت کا شعر ملاحظہ فرمایئے:

تہیں ایک سا چا گسائیں امر　　　　سرے دوے تیں جگ توڑ آد کر
پٹھایا امولک رتن نور دھر　　　　کہ تے ویل بلگت کرن راج کر
امولک مکٹ سیس سنسار کا　　　　کرے کام نردھار کرتار کا

؎ محمد جرم آد بنیاد نور　　　　دوے جگ سرے دے پرساد نور[14]

فخر دین نظامی کے بعد اردو کے پہلے صاحب دیوان شاعر قلی قطب شاہ تک کی درمیانی شعری روایت میں بہت سے صوفیائے کرام کے نام ملتے ہیں جنہوں نے دوہروں، جکریوں اور اپنے عہد کی مقبول شعری ہیئتوں میں اردو شاعری کے ابتدائی نمونے فراہم کیے۔ ان صوفیا کے ملفوظات اور تصانیف میں صوفیانہ مسائل کے علاوہ کہیں کہیں نعت کے عناصر بھی ملتے ہیں۔ جن میں میراں جی "شہادت نامہ"، شیخ بہاء الدین باجن "خزائن رحمتہ اللہ"، شاہ علی محمد جیو گام دھنی "جواہر اسرار اللہ"، اشرف بیابانی، مثنوی "نوسرہا" خوب محمد چشتی گجراتی "خوب ترنگ" عبد المالک بھروچی "وفات نامہ" شاہ امین الدین "محبت نامہ" قابل ذکر ہیں۔ ان شعرا کا نعتیہ کلام ان کے ملفوظات اور صوفیانہ رسائل میں درج ہے۔اور جکریوں کی صورت میں ہے۔ جکری جسے ذکری بھی کہتے ہیں یہ دراصل بھجن کے زیر اثر عارفانہ کلام کا اظہار ہے۔ اس میں خدا، رسولؐ اور مرشد کا ذکر ہوتا ہے۔ یہ ایک طرح سے مختصر گیت یا راگ ہے جو عام فہم اوزان میں ہوتا ہے اور سازوں پر گا کر عوام کے دلوں میں جذبات عشق کو پیدا کیا جاتا ہے۔[15]

ملا وجہی کی "قطب مشتری" (۱۰۱۸ھ) غواصی کی دو مثنویاں "سیف الملوک وبدیع الجمال" (۱۰۳۵ھ)، "طوطی نامہ" ابن نشاطی "پھول بن" (۱۰۷۶ھ)، نصرتی کی "علی نامہ" (۱۰۷۴ء) اور "گلشن عشق" میں نعتیہ اشعار ملتے ہیں۔اس کے ساتھ ساتھ دکنی عہد میں تخلیق ہونے والے نور ناموں، میلاد ناموں، وفات ناموں، شمائل ناموں اور معراج ناموں کے ساتھ منظوم سیرت نگاری کا اک سلسلہ بھی جاری ہوا۔ یہ رجحان ہندی پر عربی فارسی زبانوں کے اثرات کا ہے۔

جب بہمنی سلطنت کا شیرازہ منتشر ہوا تو اس سے پانچ سلطنتیں گولکنڈہ، بیجاپور، احمد نگر، برار اور بیدر میں قائم ہو گئیں۔ جو ۱۶۸۷ء تک قائم رہیں۔ یہ سلطنتیں قطب شاہی، عادل شاہی، نظام شاہی، عماد شاہی اور برید شاہی سے موسوم تھیں۔[16] قطب شاہی سلطنت کا بانی سلطان قلی قطب شاہ ہے جس نے ۱۵۱۸ء میں خومختار حکومت قائم کرکے گولکنڈہ کو اپنا پایہ تخت قرار دیا اس لحاظ سے وہ سلسلہ قطب شاہیہ کا پانچواں حکمران تھا۔[17] اس زمانے کے دکنی شعرا میں وجہی، غواصی، قطبی، ابن نشاطی، جنیدی قابل ذکر ہیں۔ تحقیق سے یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ اردو کا پہلا صاحب دیوان شاعر محمد قلی قطب شاہ (۹۷۳ھ۔۱۰۲۰ھ) ہے۔ جس نے غزلیہ ہیئت میں نعت کہی۔ بقول سید محی الدین قادری زور وہ خواجہ حافظ شیرازی کا پہلا مترجم ہے۔[18] اس کے دیوان میں نعت کا خاصا ذخیرہ موجود ہے۔ مرتبین کلیات نے اس کی دیگر منظومات کے علاوہ غزل کی ہیئت میں پانچ نعتوں کی نشاندہی کی ہے۔ جن میں ان کی نعت کا مطلع پیش کیا جاتا ہے۔

تجھ مکھ اجت کے جوب تھے عالم دیہارا ہوا　　　　تجھ دین تھے اسلام لے مومن جگت سارا ہوا[19]

مذکورہ بالا بیان کی مزید وضاحت کرتے ہوئے حفیظ تائب رقم طراز ہیں: "اردو کے پہلے صاحب دیوان شاعر محمد قلی قطب شاہ (۱۵۶۵ء-۱۶۱۱ء) نے نعت کی مستقل حیثیت متعین کی اور نعتیہ غزل کے ساتھ ساتھ نعتیہ رباعیاں بھی پہلی بار لکھیں۔"[20] ولی دکنی کے نعتیہ قصیدہ "در نعت حضرت خیر البشر" کے بعد اس روایت کو آگے بڑھانے والے شعرا میں غواصی، فائز دہلوی، مضمون، یک رنگ، شاہ مبارک آبرو، آرزو، مظہر جان جاناں، میر تقی میر، نظیر اکبر آبادی اور سودا کے نام لیے جا سکتے ہیں۔ اس دور میں زبان و بیان میں ہونے والی تبدیلیوں کا مجموعی تاثر سودا کے نعتیہ قصائد میں نمایاں نظر آتا ہے۔ مرزا محمد رفیع سودا (م: ۱۱۹۵ھ) کا شمار شمالی ہند کے معروف شعرا میں ہوتا ہے جنہوں نے مختلف اور متنوع موضوعات کے ساتھ نعت کو بھی اپنے فن میں برتا۔ ان کے کلیات میں اصناف اور ہیئتوں کی رنگا رنگی بھی پائی جاتی ہے جو ان کے زور بیان، فنی پختگی اور قادر الکلامی کا ثبوت ہے۔ قصیدہ نگاری ان کے تخلیقی جوہر کا خاص میدان ہے انہوں نے حضورؐ کی نعت میں قصیدے بھی لکھے ایک نعتیہ قصیدے کا مطلع درج ذیل ہے:

ہوا جب کفر ثابت ہے وہ تمغائے مسلمانی　　نہ ٹوٹی شیخ سے زنار تسبیح سلیمانی[21]

یہ قصیدہ ۱۸۴ اشعار پر مشتمل ہے اور ڈاکٹر طلحہ رضوی برق کے بقول: "اس قصیدے کو شمالی ہند میں اردو کی باضابطہ شاعری کا ابتدائی نمونہ کہا جا سکتا ہے۔"[22] سودا کے نعتیہ قصائد کے بعد مصحفی اور مومن نے اس نعتیہ شاعری کی روایت کو آگے بڑھایا اور رفتہ رفتہ اردو نعت گوئی پورے برصغیر کی اہم اور معتبر صنف قرار پائی۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی سے قبل جن شعرا نے اردو نعت کو اپنے تبحر علمی سے جدت آفرینی اور کمال فن کی بلندیوں تک پہنچایا ان میں امیر مینائی اور محسن کاکوروی نمایاں ہیں۔ محسن کاکوروی اردو کے پہلے نعت گو شاعر ہیں جنہوں نے اردو نعت گوئی کو رسمی انداز سے اپنانے کی بجائے سنجیدگی سے مستقل فن کی حیثیت دی کیونکہ کہ بقول ڈاکٹر ابواللیث صدیقی نعت گوئی پہلے سے موجود تھی لیکن محسن کاکوروی سے پہلے کسی بھی شاعر نے اسے فن کی حیثیت سے اختیار نہیں کیا تھا۔[23]

محسن کاکوروی کے تمام قصیدے ان کی قادر الکلامی اور عشق کے جذبے کا ثبوت ہیں۔ ان کا "قصیدہ لامیہ" سلاست زبان و بیان اور معنی آفرینی کے لحاظ سے شاہکار سمجھا جاتا ہے۔ ان کے نعتیہ شاہکار میں دو مثنویاں "صبح تجلی"، "چراغ کعبہ" اور قصیدہ "مدیح خیر المرسلین" خاص اہمیت کے حامل ہیں۔ محسن کاکوروی کے نعتیہ کلام میں سب سے زیادہ شہرت ان کے قصیدہ "مدیح خیر المرسلین" کو ملی جس کی تشبیب بہاریہ ہے انہوں نے اس نعت میں ہند اسلامی تہذیب، اپنے وطن کے موسموں اور مٹی کی خوشبو کو شعری لباس دیا ہے اس کے ساتھ ساتھ برسات

کا موسم، ہندوانہ ماحول، مقامی رسم و رواج، تہوار اور ہندوؤں کی مذہبی روایات کو فنکاری سے برتا ہے۔[24] ان کے قصیدہ "مدیح خیر المرسلین" کے دو اشعار دیکھئے:

سمت کاشی سے چلا جانب متھرا بادل　　　برق کے کاندھے پہ لائی ہے صبا گنگا جل

گھر میں اشنان کریں سرو قدان گوکل　　　جا کے جمنا پہ نہانا بھی ہے اک طول امل[25]

قادر الکلامی، زبان و بیان کے لحاظ سے اردو کی نعتیہ شاعری میں اچھے قصائد کے مقابلے میں اس کو رکھا جا سکتا ہے۔ محسن ہی کے زیر اثر امیر مینائی نے نعت گوئی کی طرف خاص توجہ کی اور حقیقی نعت گوئی کے پُر کیف نمونے پیش کیے۔امیر مینائی (۱۸۲۹ء۔۱۹۰۰ء) کا شمار محسن کاکوروی کے ہم عصر شعرا میں ہوتا ہے۔انہوں نے غزل کے پیرائے میں سوز گداز سے بھرپور نعتیں لکھیں۔ان کا نعتیہ دیوان "محامد خاتم النبیین" نعتیہ شاعری کا شاہکار ہے۔ انہوں نے اپنی نعت میں رسالت مآب ﷺ کی سیرت، عقیدت و محبت، معجزات، غزوات اور اوصاف و کمالات کے بیان کے ساتھ ساتھ دوسرے کارناموں پر بھی روشنی ڈالی ہے۔ علاوہ ازیں انہوں نے میلاد ناموں میں صحت روایات کی طرف خاص توجہ کی کیونکہ کہ میلاد ناموں میں ایسی روایات جو مستند نہ تھیں بکثرت جگہ پانے لگی تھیں اس کے علاوہ انہوں نے محسن کاکوروی کے قصیدہ کی تضمین کے طور پر اپنا پہلا نعتیہ خمسہ بھی لکھا ہے۔[26] ان کی نعت کا مطلع درج ذیل ہے:

یاد جب مجھ کو مدینے کی فضا آتی ہے　　　سانس لیتا ہوں تو جنت کی ہوا آتی ہے[27]

مختصر یہ کہ محسن کاکوروی اور امیر مینائی ان دونوں شعرا نے اردو نعت کے امکانات کو وسعت دینے کے علاوہ اپنے ہم عصر اور اپنے بعد میں آنے والے شعرا کو بے حد متاثر کیا۔ اس لحاظ سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ محسن کاکوروی اور امیر مینائی کا عہد، فن نعت کی تکمیل کا عہد ہے۔ اردو نعت نے سترہویں صدی ہجری میں مستقل فن کی حیثیت اختیار کی اور اسے اہم صنف بنانے والے شعرا میں شمالی ہند کے مولانا کفایت علی، مولانا غلام امام شہید اور حافظ لطف علی خان بریلوی نے بھی اہم کردار ادا کیا۔ قدیم اساتذہ میں کرامت علی شہیدی (م: ۱۲۵۴ھ) کا شمار ایسے نعت گو شعرا میں ہوتا ہے جن کی نعتیں رسمی نہیں ہیں انہوں نے نعت کو دل کی گہرائیوں سے اپنا کر سوز و درد کا ایک جہاں پیدا کیا۔ بقول ڈاکٹر فرمان فتح پوری: "ان کا ایک نعتیہ قصیدہ قدیم رنگ شاعری کا نمونہ ہے جس کی تقلید میں شعرا نے قصیدے اور تضمینیں لکھیں۔"[28] علاوہ ازیں، اس دور کی نعت میں مذہبی احکام و مسائل کی تبلیغ کے علاوہ ادبی میلانات اور معاشرتی مسائل بھی ملتے ہیں۔

نعت گوئی کے فروغ اور ترویج میں بیسویں صدی کے صوفیائے کرام اور بزرگان دین نے بھی حصہ لیا جن میں مفتی دیدار علی شاہ، بیدم وارثی اور احمد رضا بریلوی کے نام قابل ذکر ہیں۔ بیدم وارثی کا مجموعہ کلام "مصحف بیدم"

جس میں ان کی نعتیں، سلام اور غزلیں شامل ہیں شاعرانہ محاسن کے لحاظ سے اہم ہے۔ انہوں نے رسمی طور پر نعتیں نہیں لکھیں بلکہ مجاز کے پردے میں حقیقت کی ترجمانی کی ہے۔ ان کی نعت میں ہجر مدینہ، سوز عشق اور گداز کی کیفیات اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ جلوہ گر ہیں۔ بیدم کی نعت گوئی ان کی ذاتی واردات اور داخلی جذبات کا اظہار ہے۔ بیدم وارثی کی شاعری کے ضمن میں ڈاکٹر عبدالعزیز ساحر رقم طراز ہیں: "بیدم وارثی بیسویں صدی کے اہم شاعر تھے ان کی شاعری کا خمیر خانقاہی نظام فکر و عمل کی مشاہداتی اور تجرباتی خوش آہنگی سے مرتب ہوا۔ وہ عملاً صاحب عرفاں و یقیں بزرگ تھے ان کی شاعری ان کے انہیں روحانی تجربات اور عرفانی کیفیات کی خوشبو سے مشک بار ہے۔ ان کی شاعری صوفیانہ سرمستی اور روحانی سرشاری کی خوبصورت مثال ہے۔ ان کی نعتیں ان کے دلی جذبات اور قلبی کیفیات کا اظہار یہ ہیں۔" [29]

اردو نعت عہد جدید میں

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد اردو نعت کے عہد جدید کی داغ بیل پڑی۔ یہ دور انتشار اور آشوب کا تھا۔ کیونکہ مسلمانوں کی جاگیریں چھین لی گئیں۔ ان کے مدارس کو بند کر دیا گیا۔ ایسے حالات نے مسلمانوں کے تمام شعبہ ہائے زندگی میں دور رس اثرات مرتب کیے۔ بدلے ہوئے تناظر میں نعت میں بھی معاصر سیاسی اور سماجی مسائل پیش کیے جانے لگے۔ جنگ عظیم کے خاتمے کے بعد تحریک خلافت نے زور پکڑا۔ یہ جنگ آزادی کے بعد دوسری بڑی تحریک تھی جس نے ہندوستان کے مسلمانوں کو خواب غفلت سے بیدار کیا ملت اسلامیہ میں فکری انقلاب کی لے تیز ہونے سے نعت میں نیا طرز احساس پیدا ہوا۔ نیا طرز احساس اور اجتماعی شعور پیدا کرنے والے شعرا میں مولانا الطاف حسین حالی (۱۸۳۷ء۔۱۹۱۴ء) مولانا شبلی نعمانی (۱۸۵۷ء۔۱۹۱۴ء) نظم طباطبائی (۱۸۵۳ء۔۱۹۳۷ء) مولانا ظفر علی خان (۱۸۷۰ء۔۱۹۵۶ء) اور علامہ اقبال (۱۸۷۷ء۔۱۹۳۸ء) کے نام شامل ہیں۔

حالی، شبلی، اکبر، اقبال، اور ظفر علی خان کی نعت میں نئے نئے قومی موضوعات و مضامین پیش ہوئے جو اس وقت مسلمانوں کی سیاسی ضرورت تھے۔ اس عہد میں حمد و نعت میں دعا، استغفار، مناجات، استغاثہ اور استعانت کے موضوع کو باقاعدہ حمد و نعت بنا کر اسے مختلف موثر اسالیب میں پیش کیا جاتا رہا۔[30] اردو نعت گوئی میں استمداد کی بہترین مثال مولانا الطاف حسین حالیؔ کی طویل نظم "مسدس حالی" ہے۔ حالیؔ سے پہلے کی نعت میں انفرادی مسائل اور مصائب کا اظہار تو عام ہے مگر کسی اجتماعی آشوب کی جھلک کم ہی نظر آتی ہے۔ "مسدس حالی" (۱۸۷۹ء) بنیادی طور پر ملت اسلامیہ کے عروج و زوال اور اس کے مسائل اور معاملات کی آئینہ دار ہے۔ اس طویل نظم میں حالیؔ نے اسلام کی تیرہ سو سالہ تاریخ کا اجمالی جائزہ لیا ہے۔ حالیؔ نے اپنے نعتیہ کلام میں نہ صرف

امت مسلمہ کے زوال کا تذکرہ کیا بلکہ انہوں نے جدید شاعری کی طرح جدید نعت کو متعارف کروا کر پہلی بار آشوب عصر کی آگاہی اور ملت اسلامیہ کے نامساعد حالات کو نعت کے حوالے سے پیش کرنے کی کوشش کی انہوں نے نہ صرف نعت کے جمالیاتی اسلوب میں فکری اور عملی عناصر کو شامل کیا اور رسالت مآبؐ کی زندگی کو اپنی زندگی کے مسائل سے ملا کر خود کو سمجھنے اور سمجھانے کی کوشش کی بلکہ بین السطور ان عوارض کی نشاندہی بھی کی جو اس زوال کا سبب بنے۔"مسدس حالی" کی نعتیہ مناجات کے دو شعر ملاحظہ فرمایئے:

اے خاصہ خاصان رُسل وقت دعا ہے　　　امت پہ تری آکے عجب وقت پڑا ہے

جو دیں بڑی شان سے نکلا تھا وطن سے　　　پردیس میں وہ آج غریب الغربا ہے[31]

حالیؔ اور اقبال کے بعد بیسویں صدی کی اردو کی نعتیہ شاعری میں مولانا ظفر علی خاں (۱۸۷۰ء-۱۹۵۶ء) کا شمار اہم شعرا میں ہوتا ہے۔ مولانا ظفر علی خاں نے جدید نعت کی روایت میں انہی موضوعات و مضامین کو اختیار کیا جو حالیؔ اور اقبال نے اختیار کیے تھے۔ مولانا ظفر علی خاں کے مجموعہ ہائے کلام میں رسالت مآبؐ کی سیرت، سوانح، واقعہ معراج، معجزات و شمائل، مسلمانوں کی زبوں حالی، تحریک خلافت، عظمت رفتہ کا احساس، عرضداشت والتجا کی لے نمایاں ہے۔ مولانا ظفر علی خاں کا کمال یہ ہے کہ انہوں نے نعت کو جو صرف رسالت مآبؐ کے اوصاف و خصائل تک محدود تھی اسے عصری مسائل سے ہم آہنگ کر کے نعت میں قصیدہ کا رنگ پیدا کرتے ہوئے حسن طلب کو عصری مسائل کا آئینہ بنا دیا۔

مولانا ظفر علی خان کی شاعری معاصر مذہبی سیاسی تحریکوں اور واقعات کا عکس لیے ہوئے ہے۔ انہوں نے اپنے کلام میں جن عصری واقعات و مسائل کا ذکر کیا ہے ان میں ایک مسئلہ ختم رسالتؐ کا بھی ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٰ نبوت پر جن اکابرین ملت نے بروقت رد عمل کا بھرپور اظہار کیا ان میں ظفر علی خاں پیش پیش تھے۔ اردو نعت میں عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کی روایت کا پہلا باقاعدہ شاعر مولانا ظفر علی خاں ہے۔ اس کے بعد شورش کاشمیری نے رد قادیانیت اور تحفظ عقیدہ ختم نبوت کو اپنی نعتیہ شاعری کا موضوع بنایا۔ فتنہ قادیانیت کے خلاف جو قلمی جہاد ہوا۔ اس ضمن میں مولانا ظفر علی خان کا ایک شعر بطور مثال ملاحظہ ہو:

نبی کے بعد نبوت کا ادعا ہو جسے　　　ہر ایسے بطل خرافات سے خدا کی پناہ[32]

مولانا الطاف حسین حالیؔ، علامہ محمد اقبال، مولانا ظفر علی خان، حفیظ جالندھری اور دیگر دوسرے شعرا نے اردو نعت کو فکری و فنی طور پر جن نئے امکانات سے روشناس کرایا اور اس میں واقعیت و حقیقت نگاری کی روایت اور قومی و ملی مسائل و موضوعات کے جن عناصر کو فروغ دیا قیام پاکستان کے بعد شعرا نے انہی روایات و عناصر کی ترجمانی کی۔[33]

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ برصغیر پاک و ہند میں مسلم قوم پہلے موجود تھی اور پاکستان بعد میں قائم ہوا۔ تحریک آزادی اور حصول پاکستان کے پس منظر میں احیائے اسلام کا جو جذبہ کار فرما تھا اس کی بنیاد محبت و اتباع رسول اکرم ﷺ پر تھی۔ اسلام کے نام پر وجود میں آنے والے نظریاتی مملکت میں ذکر رسول ﷺ کی وجہ سے روحانی، تمدنی اور اخلاقی آشوب بطور خاص نعت کا موضوع بنے اس طرح اس دور کے نعت گو شعرا نے اپنے ذاتی اور کائناتی دکھوں کا علاج بھی جناب رسالت مآبؐ کی سیرت میں تلاش کرکے ان کے منشور حیات اور تعلیمات کو نعت میں سمودیا۔[34]

قیام پاکستان کے بعد اردو نعت

قیام پاکستان کے بعد نعت گو شعرا نے نہ صرف نعت کے کینوس کو وسیع کیا بلکہ اس میں معیار و مقدار کے حوالے سے اضافے کرکے اسے مقبول صنف بنانے میں اہم کردار ادا کیا چناں چہ عصر حاضر میں نعت کو فروغ دینے والے شعرا میں حفیظ تائب، بہزاد لکھنوی، ماہر القادری، یوسف ظفر، انجم رومانی، نعیم صدیقی، راجہ عبد اللہ نیاز، عبد العزیز خالد، عاصی کرنالی، احمد ندیم قاسمی، شیر افضل جعفری، حافظ افضل فقیر، حافظ لدھیانوی، ساغر صدیقی، سراج الدین ظفر، مظفر وارثی، قیوم نظر، سیف زلفی، خالد احمد، امجد اسلام امجد، خورشید رضوی، سلیم کوثر، انور مسعود، احسان اکبر، جعفر بلوچ اور غیر مسلم شعرا میں دیا شنکر نسیم۔ کالیکا پرشاد، ہری چند اختر، عرش ملیسانی، دلورام کوثری، بھگوان داس، تلوک چند محروم، اور جگن ناتھ آزاد شامل ہیں۔ سید وحید الحسن ہاشمی کا شمار بیسویں صدی کے اہم شعرا میں ہوتا ہے۔ وحید الحسن ہاشمی کے ہم عصر شعرا میں حفیظ تائب، عاصی کرنالی، سجاد باقر رضوی، عبد العزیز خالد اور ماہر القادری قابل ذکر ہیں۔

سید وحید الحسن ہاشمی کے ہم عصر نعت گو شعرا

حفیظ تائب کا شمار نامور نعت گو شعرا میں ہوتا ہے انہوں نے نعت میں بعثتِ نبوی، مقصد نبوی، رسالت مآبؐ سے عقیدت و محبت کو پیش کیا ہے۔ انہوں نے عام شعرا کی طرح صرف رسالت مآبؐ کے سراپا کو بیان نہیں کیا بلکہ رسالت مآبؐ کے اسوۂ حسنہ، ملت اسلامیہ کو درپیش مسائل، مسلمانوں کی زبوں حالی، پاکستان میں سیاسی انتشار، دنیا میں امن، عدل، توصیف و ثنا کے علاوہ استمداد اور استغاثہ جیسے مضامین کو نعت کا موضوع بنایا ہے۔ ذاتی الم ہو، اجتماعی مصائب یا انسانی سطح کا آشوب وہ سب کی مدد اور چارہ جوئی اسی بارگاہ الٰہی اور درِ رسالتؐ سے کرتے ہیں۔ بقول ڈاکٹر ریاض مجید: پاکستان اور ملت اسلامیہ کو درپیش مسائل کا اظہار جس شائستگی سے ان کی نعتوں میں ملتا ہے دوسرے نعت گو شعرا کے ہاں نظر نہیں آتا۔ پاکستان میں سیاسی انتشار، اخلاقی و مذہبی قدروں

کی پامالی سے لے کر مسجد اقصیٰ کے ماتم، افغانستان میں روسی جارحیت پر نالہ وفریاد کے جو مضامین تائب کی نعت گوئی میں ملتے ہیں ان کے سبب نہ صرف تائب کے فن بلکہ صنعت نعت کو وسعت ملتی ہے۔[35] ان کے کلام میں مضامین کی رنگارنگی، بیان کی سادگی، مروجہ بحروں کا حسن انتخاب، نئی بحروں کے تجربے، الفاظ کی روانی، مشکل اور طویل ردیفوں کی جدت، تشبیہات واستعارات کی ندرت ان کے کلام کو خوبصورت بنادیتے ہیں۔

حفیظ تائب کی نعتیہ شاعری کے ضمن میں ڈاکٹر عزیز احسن رقم طراز ہیں: "نعت گو شعرا میں حفیظ تائب واحد شاعر ہیں جنہوں نے نعت گوئی کے تقاضوں کو بھرپور طریقے سے سمجھا اور شعر کے ادبی پہلوؤں کو جان کر نعتیہ شاعری میں ایک دلکش اسلوب کی بنیاد رکھی ہے۔" [36]

عاصی کرنالی کا شمار وحید الدین ہاشمی کے معاصر شعرا میں ہوتا ہے ان کی نعتیں جہاں رسالت مآبؐ سے عقیدت و محبت کی مظہر ہیں وہیں مقام نبوت اور مقاصد نبوت کے مقدس مضامین سے بھی معمور ہیں۔ ان کے نزدیک نعت ایک مقدس عبادت ہے جس کے ذریعے سے وہ زندگی کے اعلیٰ مقاصد اور دنیا وآخرت کی کامیابی کے طلب گار ہوتے ہیں ان کی نعتوں میں فن نعت کی نزاکتوں کا پورا احترام ملتا ہے۔[37] ان کی نعت کا اسلوب اصلاحی و مقصدی ہے۔

عاصی کرنالی کی شاعری کے بارے میں ماہر القادری رقم طراز ہیں: "عاصی کرنالی ان ممتاز شعرا میں بلند مقام رکھتے ہیں جنہوں نے معاشرے کو پاکیزہ فکر، شعر وادب کو حسین اسلوب اور زبان کو ندرت و روانی دی ہے۔ عاصی کرنالی کے کلام میں متوازن فکر، مقصدیت اور عمل و حرکت کی قوت پائی جاتی ہے۔" [38]

عاصی کرنالی کی نعت کا کینوس بہت وسیع ہے معیار و مقدار کے حوالے سے انہوں نے نعت میں اضافے کیے۔ ان کی تحقیقی تصنیف "اردو حمد و نعت پر فارسی شعری روایت کا اثر" جو کہ ان کا پی ایچ ڈی کا مقالہ بھی ہے تحقیق کے حوالے سے ایک امتیازی درجہ رکھتا ہے۔ ان کی نعتیہ شاعری پر اپنے مضمون "نعتوں کے گلاب" میں حفیظ تائب رقم طراز ہیں: "عاصی کرنالی کے اس مجموعے "نعتوں کے گلاب" کے وسیلے سے اردو نعت ارتقا کی نئی منزلوں میں داخل ہو رہی ہے انہوں نے نعتیہ مضامین کو کچھ مزید وسعت، تنوع اور تجمل عطا کیا ہے۔ انہوں نے الوہیت و رسالت کے امتیاز، کبریائی و مصطفائی کے تعلق، شرک و توحید میں حد فاصل، رسالت محمدی ﷺ کی جامعیت و ہدایت، جملہ شعبہ ہائے زندگی میں آپ کی رہبری، آپ کی پر نور قیادت اور کتاب و سنت کی برکات، سیرت اطہر کے خدو خال، پیروی پیغمبر کے اثرات، اوامر و نہی، خود شناسی، کائنات شناسی اور خدا شناسی، انسان کے سفر ارتقا میں حضور علیہ السلام کی برتری، آشوب عصر، احوال امت اور طلب رحمت تک زندگی کے ہر موضوع کو جس باخبری، جس شوق جس حسن کاری، جس انفرادیت اور جس کمال فن سے بیان کیا ہے وہ اردو نعت کی روایت کو دقیع اور دقیع تر بنا گئے ہیں۔" [39]

عاصی کرنالی کے تین نعتیہ مجموعے "مدحت" ، "نعتوں کے گلاب" اور "حرف شیریں" شائع ہو چکے ہیں۔ اس کے علاوہ نعت و سلام کا مجموعہ "جاوداں" کے نام سے بھی شائع ہو گیا ہے۔عاصی کرنالی کی نعت کے دو اشعار دیکھیے:

بے شمار ازل ملفوف، ان گنت ابد پنہاں　　　آخری نبوت کے ایک ایک لمحے میں

دست بستہ حاضر ہیں کیا حدیث کا امکاں[40]　　　اے مراد بزِ کن، تیرے باب عالی پر

سجاد باقر رضوی نامور نقاد اور شاعر تھے۔ان کا شمار بھی وحید الحسن ہاشمی کے ہم عصر شعرا میں ہوتا ہے۔سجاد باقر رضوی کی نعتیہ شاعری کے مطالعے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ انہوں نے اپنی شاعری میں شمائل نبوی یا سراپا نگاری کو ہی بیان نہیں کیا بلکہ وہ رسالت مآبؐ کے مقام و مرتبے کو افضیلت و کاملیت کے درجے پر بیان کرتے ہیں ان کے نزدیک رسول اکرم ﷺ کا بابرکت وجود وجہ تکوین کائنات ہے ان کے ساتھ ساتھ سجاد باقر رضوی کے یہاں استغاثہ و عرضداشت پیش کرنے کی وہ صورت بھی موجود ہے۔وہ اپنی ذات کے آشوب، بے مہری زمانہ اور انتشار و اضطراب کی کیفیت سے نجات حاصل کرنے کے لئے حضورؐ کے دامن رحمت میں پناہ ڈھونڈتے اور آپؐ کی نظر کرم کے طلب گار ہوتے ہیں۔ کیونکہ ان کے نزدیک حضورؐ کی ذات سرچشمہ حیات ہے جو بے چارگاں کے لئے رحمت اور زخمی دلوں کے لئے راحت ہے۔دو اشعار ملاحظہ ہوں:

زخمی دلوں کے واسطے راحت تمہارا نام　　　بے چارگاں کے واسطے تم رحمت تمام

ٹوٹے ہوئے دلوں کو سہارا تمھیں سے ہے[41]　　　بے کس کی آس، چارہ بے چارگاں ہو تم

ماہر القادری کا شمار عصر جدید کے نامور نعت گو شعرا میں ہوتا ہے۔ ماہر القادری نے نعت کا آغاز کیا تو اس وقت ترقی پسند تحریک کا آغاز ہو چکا تھا۔ ماہر القادری نے اردو نعت میں پیدا ہونے والے لادینی نظریات وافکار کی نفی کرتے ہوئے نعت کو اصلاح و تبلیغ کا ذریعہ بنایا۔انہوں نے نعت میں پیدا ہونے والے ہندی اثرات کو ختم کر کے نعت کو اسلامی مقاصد کے حصول کے لئے ایک تحریک کے طور پر استعمال کیا اور حقیقت و صداقت کا رنگ پیدا کیا۔ماہر القادری کی نعت گوئی کا مقصد رسالت مآبؐ کی بعث کے مقاصد اور ان کے پیغام کو جو پوری انسانیت کے لئے رشد و ہدایت کا ذریعہ ہے اسے عام کرنا ہے۔اس ضمن میں عاصی کرنالی رقم طراز ہیں: "انہوں نے نعت کو رسمی ورواجی مضامین سے نکال کر حیات افروزی کے مقاصد سے ہم آہنگ کیا اور اسے جہاں حب و عقیدت کے صحت مند رجحانات کا ترجمان بنایا تو اسے اجتماعی فلاح کے لئے بھی صرف کیا۔"[42]

ان کے نعتیہ اسلوب میں زبان و بیان کی نزاکت، جذبہ و خیال کی لطافت اور اثر آفرینی ملتی ہے۔"صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" ، "اسیران بدر"، "ذکر جمیل"، "حریت کا مبلغ اعظم" ، "نذر عقیدت" ، "پیغمبر انسانیت" ، "دربار اقدس میں" اور "ظہور اقدس" ان کی مشہور نعتیہ نظمیں ہیں۔ان کی نعتیہ نظم "ظہور قدسی" سے چند اشعار دیکھیے:

سلام اس پر کہ جس کے گھر میں چاندی تھی نہ سونا تھا　　　سلام اس پر کہ ٹوٹا بوریا جس کا بچھونا تھا
سلام اس پر کہ جس کا نام لے کر اس کے شیدائی　　　الٹ دیتے ہیں تختِ قیصریت، اوجِ دارائی [43]

عبد العزیز خالد کا شمار بھی دور حاضر کے ممتاز شعرا میں ہوتا ہے۔ انہوں نے نعت نگاری کا وہ انداز ایجاد کیا جو اس سے پہلے کے شعرا میں نہیں پایا جاتا۔ عبد العزیز خالد کی انفرادیت ان کے نعتیہ موضوعات و مضامین کی بجائے زیادہ تر ان کی زبان و بیاں اور لب و لہجے کی بدولت ہے۔ان کی نعت میں مسلمانوں کی عظمت رفتہ، ملت اسلامیہ کو درپیش مسائل اور ملی و قومی مسائل کا تذکرہ ملتا ہے۔ حبِ رسول، تاریخ اسلام، علوم و فنون، اساطیر و تلمیحات، تہذیب و ثقافت اور عمرانیات کے حوالے ملتے ہیں۔ان کی نعت میں عربی، فارسی، ہندی کے علاوہ بہت سی زبانوں کے الفاظ کثرت سے استعمال ہوتے ہیں۔ان کے اسلوب کے ضمن میں ڈاکٹر ریاض مجید رقم طراز ہیں:
"خالد کی فنی انفرادیت صحیح معنوں میں ان کے اسلوب کے سبب ہے جس پر علمیت کی گہری چھاپ ہے۔"[44] ان کے نعتیہ مجموعے "فارقلیط" ، "منحمنا"، "حمطایا" ، "ماذ ماذ" اور "عبدہ" کے نام سے شائع ہوئے۔ان کی نعت گوئی کا رنگ انفرادیت ان کے نعتیہ مجموعوں سے جھلکتا ہے۔

وحید الحسن ہاشمی کی نعت نگاری

وحید الحسن ہاشمی کا شمار بیسویں صدی کے جدید نعت گو شعرا میں ہوتا ہے ان کی شاعری کا زمانہ قیام پاکستان کے بعد کا ہے انہوں نے دیگر شعری اصناف غزل، منقبت، سلام نوحے اور مرثیے کے ساتھ ساتھ نعت نگاری میں بھی طبع آزمائی کی۔ ان کے دستیاب نعتیہ مجموعوں "یاسین" اور "طاہرین" میں کل نعتوں کی تعداد ۹۰ ہے۔وحید الحسن ہاشمی کا پہلا نعتیہ مجموعہ "یاسین" نومبر۱۹۹۷ء میں شائع ہوا۔ اس مجموعہ نعت میں ان کی ۸۷ نعتیں شامل ہیں۔اس کے بعد "طاہرین" ان کا مجموعہ مناقب (نعت، مناقب سلام، کا کلیات) ہے جو ۲۰۰۶ء میں الحسن پبلی کیشنز لاہور سے شائع ہوا۔ اس میں ان کی تمام نعتیں آواخر عمر تک شامل ہیں اور ان کی کل تعداد ۹۰ ہے۔اس کتاب کی ضخامت ۴۲۶ صفحات پر مشتمل ہے۔
وحید الحسن ہاشمی نے نظم یا آزاد غزل کی فارم کی بجائے غزل کی پابند فارم میں نعت لکھی ہے۔ بنیادی طور پر وہ غزل کے شاعر تھے۔ وہ غزل کے راستے سے نعت کے گلستان میں وارد ہوئے اس لیے ان کی نعت میں غزلیہ عناصر

ملتے ہیں۔ وہ اس حقیقت سے آگاہ تھے کہ غزل ایک ایسی صنف سخن ہے جس میں شعر کی اعلیٰ ترین خوبیاں موجود ہیں۔ غزل کی ایک خوبی اس کی قدامت اور دوسری محبوبیت ہے۔ غزل ایک عشقیہ صنف سخن ہے اور نعت مکمل عشقیہ صنف ہو کر بھی موضوع کے چناؤ، طرز احساس اور نعت کی صنف کے آداب کی حدود و قیود اور خصوصی احترام کی رو سے غزل کی صنف سے بالکل مختلف ہو جاتی ہے کیوں کہ نعت کی صنف موضوعاتی حوالے سے غزل کی طرح آزادانہ پھیلاؤ نہیں رکھتی۔ یہ موضوع جناب رسالت مآبؐ کی عظیم ہستی کی سیرت و کردار کا احاطہ کرتا ہے۔ اس کا بیانِ اظہار کے ہزار ہا رنگوں سے عبارت ہو کر بھی تشنہ ہی رہتا ہے۔ نعت لکھتے ہوئے شاعر کو حفظ مراتب اور احتیاط کا دامن مضبوطی سے تھامنا پڑتا ہے کیونکہ کہ غزل کے اسلوب میں نعت لکھنا بہت مشکل ہے۔ اکثر غزل گو نعت لکھتے وقت غزل کے عاشقانہ مزاج اور والہانہ بے تکلفی کی فضا میں حفظ مراتب کی حدود کو نظر انداز کر دیتے ہیں لیکن وحید الحسن ہاشمی اس احتیاط کو ملحوظ خاطر رکھتے ہیں۔

اس ضمن میں وحید الحسن ہاشمی نعتیہ مجموعہ "یاسین" کے دیباچہ میں رقم طراز ہیں: "نعت کے بطن میں ایک ایسی خوبی اور ایسا حسن پنہاں ہے جو غزل میں نہیں پایا جاتا۔ غزل کا محبوب مظہر جان جاناں محبوب مظہر جان جاناں کے یہاں خدا کی ذات ہے، میر کے یہاں خوبرو نوجوان ہے، داغ کے یہاں عورت ہے، جوش کے یہاں منظر فطرت ہے، اقبال کے یہاں اسلام ہے اور فیض کے یہاں معاشرہ ہے، محبوب کی تبدیلی سے ہیئت میں بھی تبدیلی آگئی ہے لیکن نعت کا محبوب روز اول سے ایک ذات محمدؐ ہے۔ جس کی سیرت و کردار میں قیامت تک کوئی فرق نہیں آسکتا جس صنف سخن کا موضوع اور محبوب ایسی خوبیوں والا ہو اس میں کب مردہ دلی، باسی پن اور انجماد ہو سکتا ہے۔"[45] وحید الحسن ہاشمی کے نزدیک نعت کے موضوع سے عہدہ برآ ہونا آسان نہیں۔ ان کے خیال میں نعت لکھنے سے قبل فن نعت کے بنیادی ضوابط اور معیارات کو نگاہ میں رکھنا بہت ضروری ہے۔ ان کے نزدیک نعت لکھنے کے لئے فنی معیارات درج ذیل ہیں۔

1) نعت کہنے کے لئے عشق رسول ﷺ کو بنیاد کا درجہ حاصل ہے اور اس کے لئے حقیقی جذبہ محبت انتہائی ضروری ہے۔ نعت کہنے کے لئے شاعر کا خیال حقیقت سے ہو مبالغہ اور غلو نعت کے خیالی پیکر کو کم اثر کر دیتے ہیں۔ ندرت خیال حقیقت اور واقعیت سے زود اثر ہوتی ہے۔
2) نعت کے لئے جو الفاظ استعمال کیے جائیں ان میں پوری متانت، صداقت اور پر اثر معنویت ہونی چاہیے۔
3) غیر مانوس الفاظ نعت کے ڈھانچے کو برباد کر دیتے ہیں۔
4) نعت کی فضا۔ غزل یا قصیدے کی فضا سے جداگانہ ہوتی ہے۔[46]

وحید الحسن ہاشمی کی نعتیہ شاعری کے موضوعات

وحید الحسن ہاشمی کی نعتیہ شاعری میں رسالت مآب ﷺ کی سیرت و کردار، عمل اور فضیلت ان کی نعت کے بنیادی موضوعات ہیں جو رسالت مآب ﷺ سے عقیدت اور عشق کے مرکزی نقطے سے جڑے ہوئے ہیں۔ اب ہم وحید الحسن ہاشمی کی نعت کے موضوعات کا الگ الگ جائزہ لیتے ہیں:

1- عشق رسول

وحید الحسن ہاشمی کی نعت گوئی کا مرکزی نقطہ حب رسول ﷺ ہے۔ ان کی نعت ان کے جذبہ عشق و عقیدت کی مظہر ہے۔ نعت نبیؐ کہنے کے لئے سب سے بنیادی اور گراں بہا دولت دل میں حب رسول ﷺ اور اطاعت رسول کا جذبہ موجزن ہونا ضروری ہے۔ وحید الحسن ہاشمی اس محبت کو اپنی زندگی کا اصل سرمایہ سمجھتے ہیں۔ جب تک عشق نبی ﷺ کی مضبوط بنیاد موجود نہ ہو یہ روحانی تجربہ ممکن نہیں اور اس روحانی تجربے کے بغیر نعت ہو ہی نہیں سکتی۔ وحید الحسن ہاشمی کے درج ذیل اشعار حُب رسول ﷺ کی کیفیتوں اور مظاہر کے آئینہ دار ہیں۔

ہمارا کام ہے ڈوبے رہیں عشق پیمبرؐ میں　　محبت کو غذا تو روح کے اندر سے ملتی ہے [47]

مدحت شاہ مدینہ میں یہ مت بھولے بشر　　عشق ہی کافی نہیں ہے عشق میں ڈوبا بھی ہو [48]

مذکورہ بالا اشعار سے عیاں ہے کہ وحید الحسن ہاشمی رسالت مآب ﷺ سے کس قدر عقیدت رکھتے ہیں۔ ان کے قلب و نظر میں عشق رسول ﷺ کا سیل رواں ہے۔ اس ضمن میں پروفیسر سید محمد رضا زیدی رقم طراز ہیں: "ہاشمی صاحب کی نعتوں کو دیکھا جائے تو عشق الٰہی اور عشق پیمبر کا گراں بہا خزانہ ہمارے ہاتھ لگتا ہے ان کی نعتیں دلوں کو گرماتی، حوصلوں کو بڑھاتی اور روح کی تسکین کا باعث ہوتی ہیں۔" [49] وحید الحسن ہاشمی کی رسالت مآبؐ سے عقیدت اور محبت کے جذبہ عشق کو دیکھ کر ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی رقم طراز ہیں: "سید وحید الحسن ہاشمی نے قدرت کلام و شعر گوئی کی صلاحیت کو رسول کریم ﷺ سے اپنے پر خلوص جذبات، عقیدت و محبت کے اظہار اور شیفتگی کو خانوادہ رسول ﷺ کی مدح سرائی میں استعمال کیا ہے۔ ان کے اشعار ان کے پاکیزہ اور نکھرے ہوئے ذوق کے آئینہ دار ہیں۔" [50]

2- عظمت رسول ﷺ

وحید الحسن ہاشمی کی نعتیہ شاعری میں عظمت رسول ﷺ کا تذکرہ، شعری خلوص اور جذبے کے ساتھ کیا گیا ہے ان کی نعتیہ شاعری کا ایک پہلو جناب رسالت مآبؐ کی دنیا میں آمد کے مختلف اسباب و علل پر روشنی ڈالنا ہے۔ حضور اکرم ﷺ کے دنیا میں آنے سے پہلے دنیا جہالت کی تاریکیوں میں گھری ہوئی تھی۔ آپؐ کی ذات اقدس کی ولادت کے

فیض سے اس جہاں سے تفاوت، منافقت اور ناانصافی کا خاتمہ ہو گیا۔ غیر رنگ و نسل، تمیز آقا و غلام مٹ گیا۔ وحید الحسن ہاشمی نے اپنے عہد میں خود غرضی، بے راہ روی، قتل و غارت فرقہ واریت اور دہشت گردی اور ظلم و ستم کے عفریت کو معاشرے کو ڈستا ہوا دیکھا ہے۔ دور حاضر کے مسلمان تعلیمات سرور کونین ﷺ اخوت، محبت، شائستگی کی صفات کو فراموش کر چکے ہیں۔ انہوں نے اس پر آشوب کیفیت کو اپنے زاویہ نگاہ سے دیکھا ہے۔ ان اشعار میں دیکھیے کہ وحید الحسن ہاشمی نے رسالت مآب ﷺ کے دنیا میں تشریف لانے سے پہلے کا نقشہ کیسے کھینچا ہے۔

؎ شرک والحاد میں ڈوبا تھا دیارِ آدم　　تھی خزاں دیدہ زمانے میں بہارِ آدم
؎ ہر طرف جنگ تھی ہر سمت قبیلوں کا فساد　　الفتیں دل میں بسانے کے لئے آپ آئے [51]

3-سراپا نگاری

اردو کی نعتیہ شعری روایت میں شعرا نے رسالت مآب ﷺ کی سراپا نگاری اور شمائل کو موضوع بنایا ہے جب کہ وحید الحسن ہاشمی کی نعتیہ شاعری کے مطالعہ سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ انہوں نے شمائل نبوی ﷺ اور سراپا بیان کرنے کے ساتھ ساتھ سیرت نبوی ﷺ کی اہمیت کو اجاگر کیا اس کا بنیادی سبب یہ ہے کہ وہ صورت کی نسبت سیرت کی اہمیت کے قائل ہیں۔ ان کی نعت رسالت مآب ﷺ کی شریعت اور سیرت انسانیت کے لئے ابدی منشور حیات ہے۔

اتنی زباں صدق ہوئی ان کی معتبر　　اللہ نے بھی ان کی زباں سے کیا کلام
یہ اتحاد صبح و مسا ہو سکا نہ پھر　　ماتھے پہ اُن کے صبح ہے گیسو پہ اُن کے شام [52]

4-عظمت مصطفیٰ ﷺ

اردو نعت نگاری کی روایت میں ایک پہلو دوسرے انبیا پر سرکار دو عالم ﷺ کی فضیلت و برتری ظاہر کرنا ہے۔ وحید الحسن ہاشمی کی نعت کا مرکز و محور بھی اپنے ہم عصر شعرا کی طرح رسالت مآب ﷺ کی ذات مبارکہ ہے۔ ان کے نزدیک رشد و ہدایت کا سرچشمہ صرف آپؐ کی ہستی ہے دنیا کے بڑے بڑے مفکر نبی کریم ﷺ کی فکر سے منور ہوتے اور ان کے افکار و خیالات سے روشنی پاتے ہیں۔

مغلوب اُن کی جُہد سے لینن کا ہر شعور　　مرعوب اُن کی فکر سے روسو کی فکر خام
نطشے انھی کے نظم تخیل کا معترف　　گیٹے انھی کے قول کا کرتا ہے احترام
غالب کا ذہن اُن کے تفکر سے بہرہ یاب　　اقبال نے پیا ہے وہیں سے خودی کا جام [53]

5-شفاعت رسول ﷺ

وحید الحسن ہاشمی سرور کائنات فخر موجودات حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کو عالمین کے لئے شمع نور ہدایت، قلب و نظر کو ایمان کی آگہی کے فیض و عرفان سے منور کرنے کا موجب اور موجب شفاعت قرار دیتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی سیرت طیبہ پر عمل پیرا ہو کر انسان دنیا و آخرت میں عزت و عظمت حاصل کر سکتا ہے اور ان پر ایمان کامل لا کر آخرت میں بھی سرخرو ہو سکتا ہے۔

رہتا ہوں سدا مدحت محبوب خدا میں — گلگشتِ جہاں کے لئے فرصت ہی نہیں ہے [54]

اسی لئے نہیں محشر کی دھوپ کا کچھ خوف — مجھے یقین ہے کہ محشر میں ہوں گے سایا آپ [55]

6-دیار مدینہ کی تڑپ

وحید الحسن ہاشمی کی نعت نگاری کے مطالعہ سے ان کی رسالت مآب ﷺ سے عقیدت کے مختلف مظاہر سامنے آتے ہیں اس کی پہلی سطح وہ جذباتی وابستگی ہے جو اُن کو حضور اکرم ﷺ سے ہے۔ شہر نبیؐ ہونے کے ناتے سے مدینہ منورہ ہر دور میں عشاق کی محبتوں کا محور و مرکز رہا ہے۔ دیار رسولؐ کی تمنا ہر مسلمان کی زندگی کی سب سے بڑی خواہش رہی ہے کیوں کہ اس پوری کائنات میں خدا کے بعد اس بارگاہ سے بڑھ کر زمین کا کوئی بھی ٹکڑا تقدس مآبؐ نہیں ہے۔ ہر دور کے نعت گو شعرا نے اسے بطور خاص موضوع سخن بنایا ہے۔ وحید الحسن ہاشمی کو بھی دیگر عاشقان نبیؐ کی طرح مدینۃ النبیؐ سے بے حد عشق ہے وہ اپنے کلام میں اس کا ذکر عقیدت و احترام سے کرتے ہیں۔ وحید الحسن ہاشمی کی شاعری میں ہجر مدینہ سے پیدا ہونے والی تڑپ ہے۔ انہوں نے اپنی نعت میں مدینہ سے اپنی دلی کیفیات کو موثر طریقے سے شعری جامہ پہنایا ہے۔

یہ آرزو تھی مدینے کبھی جو چلتے ہم — در حضورؐ کی مٹی جبیں پہ ملتے ہم [56]

در سرکار پر پہنچوں تمنا ہے یہی اپنی — انہی کی نذر کر دوں اب ہے جتنی زندگی اپنی [57]

مذکورہ بالا اشعار کی مثالوں سے اس امر کی نشاندہی کی جاسکتی ہے کہ خاکِ مدینہ کی عظمت و توقیر ان کے سینے میں کس قدر جلوہ فگن ہے۔ زیارت کے اشتیاق اور رسالت مآبؐ کی محبت کے اظہار میں بے اختیاری اور شدت پائی جاتی ہے۔ وحید الحسن ہاشمی کو دیدار رسالتؐ کی بھی خواہش ہے اگر بیداری میں نہیں تو خواب میں دیدار ہو جائے۔ ان اشعار پر غور کیا جائے کہ کس طرح دیدار رسول ﷺ کی خواہش والہانہ انداز میں ان کے پہلو میں کروٹ لے رہی ہے۔

نظر دیکھ لیتے جبیں دیکھ لیتے — تمنا تھی ان کو کہیں دیکھ لیتے

محبت تو جب تھی کہ روئے پیمبرؐ — جہاں دل مچلتا وہیں دیکھ لیتے [58]

7-وجہ تخلیق کائنات

وحید الحسن ہاشمی محمد مصطفیٰ ﷺ کو موجب تخلیق کائنات سمجھتے ہیں۔ وہ حضور ﷺ سے اپنی بے پایاں محبت کا اظہار آپؐ کی افضلیت اور اکملیت کو بیان کرکے کرتے ہیں۔ مثال کے لئے دو اشعار ملاحظہ فرمائیے

عالم تمام خلق ہوا آپؐ کے لئے　　　جو کچھ بنا دراصل بنا آپؐ کے لئے

غنچہ نکالتا ہے صدا آپؐ کے لیے　　　ہر صبح اک نزاکت خود آگہی کے ساتھ[59]

8- معجزات رسول خدا ﷺ

اردو نعت نگاری کے حوالے سے رسالت مآب ﷺ کے معجزات بیان کرنے کی روایت موجود ہے۔ شعرا نے جہاں آپؐ کی شخصیت اور حیات طیبہ کے اور بہت سارے روشن پہلوؤں کی مدح سرائی کی وہاں انہوں نے معراج مصطفیٰ ﷺ کے معجزے کو بھی تخلیق کا حصہ بنایا ہے۔ معراج کی ایک توجیہ علامہ اقبالؒ نے کی ہے۔ جو عظمت انسانی کو واضح کرتی ہے۔ اس ضمن میں ڈاکٹر یوسف حسین خان رقم طراز ہیں: اقبال کے نزدیک معراج زندگی کے متحرک اصول اور تسخیر جہات کا پیغام ہے جو حضور ﷺ نے اپنی امت کو دیا۔[60]

اقبالؒ کا یہ شعر جدید نعتیہ شاعری کا نقطہ آغاز ہے۔

سبق ملا ہے یہ معراج مصطفیٰ سے مجھے　　　کہ عالم بشریت کی زد میں ہے گردوں[61]

وحید الحسن ہاشمی نے رسالت مآبؐ کے معجزات کو روایتی انداز میں بیان کرنے کی بجائے ان کی سیرت کے پہلوؤں کو معجزات کے طور پر فکری انداز میں اجاگر کیا ہے۔ ان کے ہاں واقعہ معراج کو وسعت کائنات اور لامحدودیت کے حوالے سے سائنسی اور منطقی طور پر سمجھنے کی کوشش نظر آتی ہے۔ وہ معراج مصطفیٰ ﷺ کے تناظر میں عظمت انسانی اور معراج انسانیت کی بات کرتے ہیں۔

طاقت بشر اب بھی عرش پر قدم رکھ دے　　　شرط ہے نگاہوں میں مصطفےؐ کی سیرت ہو[62]

کیوں کر ہو بشر ہم سفر صاحب معراج　　　جبریل سا معصوم بھی جب اہل نہیں ہے[63]

وحید الحسن ہاشمی کے نزدیک رسالت مآب ﷺ کی ذات مبارکہ دنیا کو معجزات دکھانے نہیں آئی بلکہ وہ تو ایسی سیرت کے مظہر ہیں جو معجزات سے بڑھ کر ہیں۔ انہوں نے اپنی نعت میں معجزہ معراج کے علاوہ معجزہ گفتگوئے حجر، معجزہ رجعت شمس، شق القمر، معجزہ حرمت اشجار کو بھی اپنے نعتیہ اشعار کا حصہ بنایا ہے۔ چند اشعار ملاحظہ فرمائیے:

ہو مثال ایسی کوئی وقت کے دامن میں تو لاؤ　　　ایک انگلی سے کہیں چاند بھی شق ہوتا ہے[64]

بتا رہا ہے فلک پر قمر کا شق کرنا　　　حضورؐ وسعت کون و مکاں پہ قادر ہیں[65]

وحید الحسن ہاشمی نے عقیدہ ختم نبوت کو بھی نعت کا حصہ بنایا ہے۔ دو اشعار ملاحظہ فرمائیے:

ازل کے روز سے اب تک نظریہ آیا ہے وہی ہیں صبح سے پہلے وہی ہیں شام کے بعد
کسی جہت سے نبوت کا کرسکے دعویٰ کسے مجال رسول فلک مقام کے بعد [66]

9-مدحت اہل بیت علیہم السلام

وحید الحسن ہاشمی کی نعت کا ایک اہم عنصر آل رسولؐ سے محبت اور عقیدت ہے۔ وحید الحسن ہاشمی کے نزدیک آل نبی کی عظمت کا سب سے بڑا سبب یہ ہے کہ ان کی تربیت رسالت مآبؐ کے زیر سایہ ہوئی ہے اس کے ساتھ ساتھ آل محمد ﷺ، رسول اکرم ﷺ کی سیرت کا آئینہ ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے مختلف مقامات پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ، حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا اور حضرت حسنین کریمین علیہم السلام کے بارے میں جو گراں قدر ارشادات پیش فرمائے۔ وحید الحسن ہاشمی نے مختلف اسالیب میں ان کا اپنی نعت میں ذکر کیا ہے اور اہم واقعات کی طرف اشارے کیے ہیں۔ جو رسالت مآبؐ کی حیات میں آل رسولؐ کی فضیلتوں پر دلالت کرتے ہیں۔اس ضمن میں پروفیسر ظفر الحق چشتی رقم طراز ہیں: "ہاشمی صاحب اپنی نعتوں میں عقیدہ امامت کا اظہار بھی بڑے اہتمام اور شدت کے ساتھ کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ اس موضوع پر "یاسین" میں ان کے اشعار کی کثیر تعداد ہی ان کے اس عقیدے کی پختگی کی دلیل ہے۔" [67] دو اشعار ملاحظہ ہوں:

جرات یہ نبوت کے گھرانے سے ملی ہے کٹتا ہے تو کٹ جائے جھکاتے نہیں سر ہم [68]
سارے عالم میں ملے گا نہ کوئی گھر ایسا نہ کہیں آل ہے ایسی نہ پیمبرؐ ایسا [69]

وحید الحسن ہاشمی نے واقعہ ہجرت، واقعہ حدیث کساء، واقعہ مباہلہ، اور واقعہ غدیر خم کے مختلف پہلوؤں کو اپنی نعت کا موضوع بنایا ہے۔ اس طرح کے واقعات ہماری اردو نعت نگاری کی روایت میں نایاب نہیں تو کم یاب ضرور ہیں۔ وحید الحسن ہاشمی نے ان واقعاتی صداقتوں کو شعری پیرائے میں بیان کیا ہے انہوں نے روایتی موضوعات کے ساتھ ساتھ منفرد موضوعات کو بھی اپنی نعتوں میں پیش کیا ہے اس طرح ان کے موضوعات میں نیا پن اور تازگی کا احساس ملتا ہے۔ مثال کے لیے دو اشعار ملاحظہ ہوں:

سامنے آ گئیں جب کذب شکن تعبیریں بنی نجران کے خوابوں کا محل خاک ہوا [70]
ثبوتِ حق میں مدلل نکات دے دے کر نبی نے کر دیا حیران نکتہ دانوں کو [71]

وحید الحسن ہاشمی اپنی نعت میں صرف قوم کی زبوں حالی کا رونا ہی نہیں روتے بلکہ ان کے پیش نظر اصلاحی مقاصد بھی ہوتے ہیں ان کی نعت میں عرضداشت اور التجا کی یہ لے نمایاں ہے۔ دو اشعار ملاحظہ ہوں:

تصویر کو کردار بنا دیجیے آقاؐ سوئے ہوئے انسان کو جگا دیجیے آقاؐ
ایسا نہ ہو نفرت کا مرض جان ہی لے لے بیمار مسلماں ہے دوا دیجیے آقاؐ [72]

10- عشق رسول ﷺ سے دوری زوال امت کی وجہ

وحید الحسن ہاشمی کی نعت کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ ان کے موضوعات و مضامین کم و بیش یکساں نوعیت کے ہیں ان کا تعلق کسی انفرادی واقعہ کی بجائے مسلمانوں کی اجتماعی صورت حال سے زیادہ ہے۔ ان میں سماجی و معاشرتی ابتری، علمی، تہذیبی زوال، دین سے دوری، مذہبی و نسلی گروہ بندیاں اور ان سے پیدا ہونے والے انتشار اور حالت زار کا نقشہ خاص طور پر کھینچا گیا ہے۔ درج ذیل اشعار میں وہ رسالت مآبؐ سے مدد کی درخواست کر رہے ہیں تاکہ آشوب میں مبتلا امت اور آلام میں گھری ہوئی انسانیت قرار پا سکے اور یہ ارض بشر عدل، اور امن کا گہوارہ بن سکے۔ دو اشعار دیکھیے:

چلتی ہیں جو اسلام کی قندیل بجھانے　　　ان آندھیوں کا زور گھٹا دیجیے آقا
نفرت کی وبا کر گئی آپس میں جدائی　　　پھر بھائی کو بھائی سے ملا دیجیے آقا[73]

وحید الحسن ہاشمی کی نعت میں شہر آشوب، ملت آشوب اور انسانیت آشوب کی جھلکیاں دیکھی جا سکتی ہیں۔ اس ابتر حالت کی تصویر کشی جس دردناک انداز میں انہوں نے کی ہے۔ اس ضمن میں ڈاکٹر عارف ثاقب رقم طراز ہیں:

> "وحید الحسن ہاشمی جب آنحضورؐ کی ذات سے مخاطب ہوتے ہیں تو ان کا دل گداز سے بھر جاتا ہے ان کا پورا وجود ایک التجا کی لپیٹ میں آ جاتا ہے اس لیے وہ اس حقیقت سے آگاہ ہیں کہ انسان کو پستیوں سے صرف آنحضورؐ کی ذات ہی اٹھا سکتی ہے۔" [74]

وحید الحسن ہاشمی کو اس امر پر یقین ہے کہ جسے رسالت مآب ﷺ کا سہارا مل جائے وہ ہر قسم کے مصائب سے محفوظ ہو جاتا ہے آپؐ کے ذکر سے انسان کے دلوں کو سکون ملتا ہے اور یاس و ناامیدی کے اندھیروں سے امید کے چراغ روشن کرتا ہے۔

11- عصری مسائل

سید وحید الحسن ہاشمی کی نعت کا ایک اہم پہلو عصری مسائل کی پیش کش بھی ہے آج کے دور کا انسان جن مسائل سے دوچار ہے۔ اس دکھ اور کرب کی گونج ان کی نعت میں سنائی دیتی ہے۔ اس میں مناجات کا رنگ بھی ہے اور استمداد کا قرینہ بھی مگر حالات کی تلخیوں اور مشکلات کے باوجود ان کا رویہ اور لہجہ قنوطیت سے آشنا نہیں ہوتا۔ وہ حالات کی ستم ظریفوں سے نبرد آزما ہوتے ہیں۔ وہ مشکلات کے سامنے سینہ سپر ہو کر مستقبل کے خواب دیکھتے ہیں۔ وہ معاشرتی اور دیگر مصائب و مسائل سے بچنے کے لئے اُسوۂ رسول ﷺ کو اختیار کرنے کا مشورہ دیتے ہیں۔ وہ یاس و ناامیدی کی تاریکی میں امید کا دیا جلانے کا ہنر جانتے ہیں۔ وہ ایک طرف تو قوم کے مٹ جانے کے اندیشے کا اظہار کرتے ہیں مگر دوسری طرف وہ یہ امید رکھتے ہیں کہ امت مسلمہ کی حالت بدل جائے گویا مسلمانوں

کے لئے یہ امن کا پیغام ہے کہ پستی اور زوال کے اس دور میں نبیؐ کی طرف رجوع کرکے ان کی تعلیمات اور کردار کو اپنی زندگی کا لازمی حصہ بنائیں وہ خلوص اور سادگی سے استغاثہ پیش کرتے ہوئے انسانیت کو موضوع بناتے ہیں۔مثال میں دو اشعار ملاحظہ فرمائیے۔

کشکول نہ آئے کبھی ہاتھوں میں ہمارے   لپٹے رہیں دہلیز پیمبرؐ سے اگر ہم [75]

دیتے نہ دوا آکے اگر فخر مسیحاؑ   بیماری اقوام کا درماں بھی نہ ہوتا [76]

12-نعتیہ اسلوب

اردو کی نعتیہ شاعری میں دو طرح کے اسالیب ملتے ہیں ایک سہل اسلوب جس میں شاعر عاجزی اور دردمندی کے ساتھ اپنے جذبات کا اظہار کرتا ہے دوسرا دقیق اور پیچیدہ اسلوب جس میں شاعر مشکل الفاظ کے ذریعے موضوع کو سمیٹتا ہے۔ وحید الحسن ہاشمی کی نعت میں دونوں طرح کے اسالیب ملتے ہیں۔ وحید الحسن ہاشمی کا نعتیہ اسلوب سادگی، سلاست اور عجز و انکسار سے تشکیل پاتا ہے۔ زباں رواں دواں ہے روانی، نغمگیت اور ترنم ریزی موجود ہے۔ یہ ترنم ریزی ان کے یہاں سادگی و پرکاری پیدا کرنے کا بھی موجب ہے۔ دو اشعار ملاحظہ ہوں:

فکر انساں میں تازگی آئی   آپؐ آئے کہ روشنی آئی [77]

جو بیاد حضورؐ رہتا ہے   اس کے سینے میں نور رہتا ہے [78]

وحید الحسن ہاشمی کا شعری اسلوب سادہ، رواں اور شستہ ہے۔ مصرعوں کا بہاؤ الفاظ کا صوتی آہنگ اور قوافی و ردیف کی نغمگی ان کی نعت میں سرمستی و سرشاری کی فضا تخلیق کرتی ہے۔ اس ضمن میں حفیظ تائب رقم طراز ہیں: ”رواں دواں بحریں، نئی نئی زمینوں کا انتخاب، جداگانہ اسلوب نگارش ان کی عشق حضورؐ میں ڈوبی ہوئی نعتوں کا خاصا ہے۔“ [79] وحید الحسن ہاشمی کی نعت نگاری کا دوسرا پہلو دقیق اسلوب کا استعمال ہے۔ وہ بعض اوقات اشعار میں مفرس، معرب الفاظ اور تراکیب استعمال کرکے اپنے شعری اسلوب کو سادگی سے دور کرکے مشکل اور دقیق اسلوب سے ہم کنار کردیتے ہیں۔ان کی نعت میں دو طرح کی بحریں ملتی ہیں۔ ان طویل اور مختصر بحروں میں نغمگی اور ترنم ملتا ہے۔دو شعر ملاحظہ فرمائیے۔

ناامیدی کے سب مٹ گئے وسوسے ہمت دل کو کچھ حوصلہ مل گیا

میں کہ لب تشنہ گفتگو تھا مگر بات کرنے کو اک آسرا مل گیا [80]

لوگ اس کو نہ سراہیں تو قلق ہوتا ہے

جس کا ہر لفظ محبت کا سبق ہوتا ہے [81]

صنائع و بدائع سے اظہار بیان اور کلام میں خوبیاں پیدا ہو جاتی ہیں وحید الحسن ہاشمی نے اپنے کلام میں صنائع و بدائع کو توازن اور خوب صورتی سے اس طرح استعمال کیا ہے کہ وہ شعر کا حصہ بن کے شعر کی تاثیر کو بڑھا دیتے ہیں۔ وحید الحسن ہاشمی کی نعت میں صنعت تضاد، صنعت لف و نشر، صنعت تکرار، صنعت مراعاۃ النظیر اور صنعت تلمیح کی مثالیں دیکھی جا سکتی ہیں۔

13- تراکیب

رسالت مآبؐ سے عقیدت اس امر کی متقاضی ہے کہ نعت کے الفاظ کے انتخاب میں احتیاط، پاکیزگی اور شائستگی کا احساس کارفرما رہے۔ وحید الحسن ہاشمی آداب نعت سے واقف ہیں اس لیے انہوں نے جو تراکیب وضع کی ہیں اس میں آداب نعت کا خاص خیال رکھا ہے۔ چند مثالیں ملاحظہ کریں۔

مدحت شاہ مدینہ، روضہ سرکار، اہل وفا، نقش قدم، تخت سلیماں، بزم سرکار، نطق پیمبرؐ، قاضی شہر، درستِ خورشید، دامان شفق، اسم گرامی، فخر کائنات، نذر نبی، قلب و نظر، محبوب خدا، سرگرم سفر، دہلیز پیمبرؐ، دولتِ دیں، آب کوثر، پاک داماں غم، ہجر، نور مجسم، جلوہ قلب پیمبرؐ، گردش جدام، اتحاد صبح و مسا، واعظ شہر، سیرت سبط پیمبرؐ، نقش کف پا، پیکر سرور عالم، اہل زمین، رہبر کامل، حکیم ذہن انسانی، قابل تعمیر ہستی، جوہر قابل، پیکر عادل، اتباع سیرت سرکار، راہ طلب، رفتارِ سیر عرش، منظر جہاں، نزاکت خود آگہی، مدح شاہ بطحا، الفتِ شاہ مدینہ، آلِ عبا، حکم سرکار، دیوانہ محبوب، اقتدار قیصر و کسریٰ، احساس کمتری، کمال بندگی و شان عاجزی، حسن ارتباط، نظام ظلم و تعدی، اعتبار زبان بشر، قافلہ وقت، رموز معنی قرآن، سواد شام، سیرت زیبائے رسول، تمنائے رسول، حامل کون و مکاں، دیدہ پر نور نبی، ناشر وحی الہی، لب گویائے رسول، رخ زیبائے رسول، سخن ہائے رسول، واقعہ ہجرت، عرفان خدا، رحمت محبوب خدا، سیرت پیغمبر حق، فخر مسیحا، غنچہ معصوم، بیماری اقوام، حب پیغمبر، قفس دہر، جلوہ حق، روئے حسین، روئے پیمبرؐ، تمنائے آخر، لب تشنہ گفتگو، الفتِ مصطفےٰؐ، نور خدا، نقش پا، آسمان وفا، گوشہ دامن مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔

سید وحید الحسن ہاشمی نے اپنی نعت میں چھوٹی بحروں کا استعمال کیا ہے۔ چھوٹی بحر میں شعر کہنا بظاہر تو آسان لگتا ہے لیکن اسے احسن طور پر انجام دینا فنی چابکدستی اور مہارت کا متقاضی ہوتا ہے۔ انہوں نے اپنی نعت میں بحور کے انتخاب میں بڑی مہارت دکھائی ہے ان کی چھوٹی بحر کی نعت میں ایک خاص طرح کی جاذبیت اور حسن ہے۔ خیالات کی سادگی اور مترنم الفاظ نے ان کی نعت میں ایک سحر انگیز کیفیت پیدا کر دی ہے۔ اس ضمن میں پروفیسر حسن عسکری کاظمی رقم طراز ہیں: "مختصر بحر میں مضمون آفرینی آسان نہیں۔ خصوصاً نعت میں حزم و احتیاط کا ساتھ، نئے عنوان اور جدید طرز احساس کو یکجا کرنا ہنر مندی اور جگر کاری کے بغیر ممکن نہیں۔ وحید الحسن ہاشمی کے

ہاں نعت میں یہ التزام خصوصیت کے ساتھ ملتا ہے کہ وہ سادہ انداز اظہار کے باوصف جہان معانی کی آئینہ دار اور تخلیقی قوت کا شاہکار نظر آتی ہے اسی طرح ان کی مختصر بحر کی نعت کے اشعار سہل ممتنع کی مثال ہیں۔" [82]

مذکورہ بالا اقتباس میں مختصر بحر کے حوالے سے پروفیسر حسن عسکری کاظمی نے جو نقطہ نظر پیش کیا ہے وہ درست ہے کیونکہ کہ نعت کے موضوع پر غزلیہ ہیئت میں چھوٹی بحر کا استعمال کر کے شاعر کے لئے اپنے جذبات اور احساسات کی عمدگی سے ترجمانی کرنا بڑا مشکل کام ہے اس لئے بہت کم شعرا نے مختصر بحر میں نعت لکھی ہے۔ چند الفاظ میں مکمل ابلاغ کرنا اور ساتھ ساتھ نعت کے تقاضوں اور احترام کو بھی ملحوظ رکھنا نہایت دشوار ہے۔وحید الحسن ہاشمی نے اپنے نعتیہ اسلوب میں فلسفیانہ موشگافیوں کی بجائے سادگی، سلاست اور روانی پیدا کی ہے۔ ان کی نعت میں غزل کی خصوصیات ترنم، موسیقیت اور سوز و گداز موجود ہے ان کی زبان سادہ اور سہل ہے۔ان کی نعت میں الفاظ کا حسن انتخاب اور اثر آفرینی خاص طور پر قابل ذکر ہے۔اس حوالے سے حنیف اسعدی رقم طراز ہیں:

"ہاشمی صاحب مشاق شاعر ہیں ان کا کلام شاعری کے اسالیب اور سخن سازی کے سبب سے نہیں بلکہ موضوعات کے تنوع، طرز بیان کی ندرت اور فکر و فن کی پختہ کاری کے سبب قبولیت عام کا درجہ رکھتا ہے۔" [83]

14- ماحصل

قیام پاکستان کے بعد مقدار و معیار کے حوالے سے اردو نعت کو صحیح معنوں میں فروغ حاصل ہوا اور اس میں گراں قدر اضافے ہوئے۔جدید نعت گو شعرا نے نہ صرف نعت کے کینوس کو وسیع کیا بلکہ اسے بحیثیت ایک صنف سخن اور مقبول بنانے میں بھی اہم کردار ادا کیا۔ اردو کی نعتیہ شاعری کے اس پس منظر کے تناظر میں جب ہم وحید الحسن ہاشمی کی نعت کا جائزہ لیتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اردو نعت کا یہ عہد موضوع اور اسلوب کے اعتبار سے انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ وحید الحسن ہاشمی کے ہم عصر شعرا میں شاید ہی کوئی ایسا شاعر ہو جس نے نعت نہ لکھی ہو بلکہ شعرا کی ایک کثیر تعداد نے اپنی شاعرانہ صلاحیتوں کو استعمال میں لا کر اردو کی نعتیہ شاعری میں موضوع، فن اور اسلوب کے حوالے سے اضافے کیے ہیں۔

قیام پاکستان کے بعد نعت پاکستانی ادب کی بڑی اہم اور مقبول صنف سخن ہے اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ نعت قیام پاکستان کے بنیادی تصور سے مکمل طور پر ہم آہنگ ہے۔ قیام پاکستان کے بعد اردو ادب میں نعت گوئی کا رجحان ترقی پذیر ہوا ہے اور اس دور میں ہمیں نعت گوئی کے اعلیٰ نمونے ملتے ہیں۔ دور حاضر کی نعت محض عقیدت مندی کی بجائے روایتی مضامین سے آگے جا کر نئے فکری، منطقی، نفسیاتی اور سائنسی انکشافات کی روشنی میں لکھی جارہی ہے۔وحید الحسن ہاشمی اور ان کے ہم عصر شعرا کے ہاں پاکستان میں اُبھرنے والی تحریکوں، آشوب عصر، عالمگیر اور امت مسلمہ کا احوال، اغیار کی اسلام دشمنی، لادینی نظریات کا رد، مادیت کے اس دور میں اقدار کے تحفظ کا احساس،

ملکی آشوب، امت مسلمہ کو درپیش مختلف اور متنوع مسائل کا تذکرہ، عصری رجحانات و میلانات، تاریخ و سیاست کے اہم واقعات حضورؐ سے التماس اور استغاثہ وغیرہ جیسے موضوعات کے عناصر ان کے معاصرین کے ساتھ مشترک ہیں۔ موضوعات کے تنوع کے ساتھ ساتھ نعت میں اسالیب اور ہیئتوں میں بھی اضافہ ہوا ہے۔ لیکن زیادہ تر غزلیہ رنگ غالب رہا ہے۔

وحید الحسن ہاشمی کے معاصرین آنخضرت کی ذات کے تمام تر اجزا سراپا، سیرت و کردار اور اوصاف مبارکہ کو الگ الگ بیان کرتے ہیں لیکن وحید الحسن ہاشمی نعت میں آنخضورؐ کی ذات کے تمام اوصاف اجزا کی بجائے ایک کل کی صورت میں نظر آتے ہیں اور اگر کہیں وہ حضورؐ کے سراپا، سیرت و کردار اور اوصاف مبارکہ کو الگ الگ صورت میں بیان کرتے بھی ہیں تو اس کا منطقی نتیجہ ایک کل کی صورت میں نکلتا ہے چوں کہ آنخضور ﷺ کی ذات اور ان کے عمل کا ہر پہلو اپنے طور پر ایک مکمل طرز حیات کا درجہ رکھتا ہے لہٰذا ان کی ذات مبارکہ کے ہر پہلو کو ایک کل کی صورت میں دیکھنا ایک اچھے نعت گو کا بنیادی وصف ہے اور یہ وصف وحید الحسن ہاشمی کی نعت میں موجود ہے۔

رسالت مآبؐ کی سیرت، کردار، عمل اور فضیلت وحید الحسن ہاشمی کی نعت کے بنیادی موضوعات ہیں جو ان کی عقیدت اور عشق کے مرکزی نقطے سے جڑے ہوئے ہیں۔ آنخضورؐ کے انھی اوصاف سے عمل کی جو راہیں پھوٹتی ہیں وہ وحید الحسن ہاشمی کا مطمع نظر ہے۔ آنخضورؐ کے افعال و اعمال جو انسانیت کے لیے ابدی حیثیت رکھتے ہیں ان کی نعت میں بڑے سلیقے سے ملتے ہیں چناں چہ اس حوالے سے انسانوں کے لئے ایک لمحہ فکریہ پیدا کرتے ہوئے وہ انسانیت کا درس دیتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ معجزات نبویؐ کو ان کے ہم عصر شعرا نے بھی بیان کیا ہے لیکن وحید الحسن ہاشمی کی نعت میں معجزات فکری سطح کو چھوتے ہوئے آفاقی سطح پر اپنے معنی منکشف کرتے ہیں۔

وحید الحسن ہاشمی کو اپنے ہم عصر شعرا میں یہ اختصاص حاصل ہے کہ انھوں نے نعت میں آنخضورؐ کے اُسوہ حسنہ کو بیان کر کے انسانوں کو انسانیت کے مقام پر کھڑا کرنے کی کوشش کی ہے۔ وحید الحسن ہاشمی نے معاصرین کی طرح محض سراپا نگاری، تعریف و توصیف پر توجہ نہیں کی بلکہ نعت کے موضوعات کو انسانی ذات کی شکست و ریخت اور زمانے کی بے سروسامانی سے ملاتے ہوئے آنخضورؐ کی ذات کو اُخروی نجات اور پناہ کا وسیلہ جانا ہے۔ وحید الحسن ہاشمی نے رسمی انداز سے نکل کر رسالت مآبؐ کی تقدیس، اسوہ حسنہ، فضیلت و کاملیت کو نگاہ میں رکھا ہے انھوں نے اپنے ہم عصر شعرا کی طرح ہندی شاعری کی روایت سے اثر لے کر حب رسول کو کرشن اور گوپیوں کی سطح پر محسوس نہیں کیا۔ انہوں نے رسول اکرمؐ کی ذات گرامی کو جدید انسان کے افکار و احساسات کی روشنی میں پیش کرنے کی سعی کی ہے یہی وجہ ہے کہ ان کی نعت میں جدید ٹیکنالوجی کے مظاہر بھی ہیں اور عصر حاضر کے رجحانات بھی سانس لے رہے ہیں۔

سید وحید الحسن ہاشمی حضور اکرمؐ کی آل سے بھی بے پناہ محبت کرتے ہیں ان کے خیال میں آل محمدؐ کی عزت و عظمت ہمارے دین کا لازمی جزو ہے۔ وحید الحسن ہاشمی نے مختلف اسالیب میں ان کا ذکر کیا ہے اس طرح انھوں نے اپنی نعت میں ان تمام اہم واقعات کی طرف اشارے کیے ہیں جو رسول اکرمؐ کی حیات میں آل رسول کی فضیلتوں پر دلالت کرتے ہیں۔ ان کی نعتیہ شاعری پر اہل بیت کے اثرات ہیں اس طرح کے مضامین ان کے ہم عصر شعرا میں نایاب تو نہیں مگر کمیاب ضرور ہیں۔

وحید الحسن ہاشمی نے اپنی نعتیہ شاعری میں اپنے فکر واحساسات کو اس طرح بہم آمیز کیا ہے کہ ہر جگہ اپنا الگ راستہ نکالا ہے اور جدید حسیت سے اس کا رشتہ قائم ہوا ہے۔ اردو نعت گوئی کی روایت کے اس تناظر میں وحید الحسن ہاشمی اپنے ہم عصر شعرا میں ایک الگ اور منفرد مقام رکھتے ہیں۔ عقیدے اور فن کو اتنے توازن سے کم شعرا نے شعر کی صورت دی ہے۔ ان کی نعت ان کی باطنی سچائی کی آئینہ دار ہے۔ غزلیہ ہیئت میں نعت کہتے وقت وہ روایتی تغزل کے لوازمات سے بلند ہو کر تمام فنی آداب کو اختیار کرتے ہیں۔ ان کی نعت جہاں ان کی شخصی جذبات و واردات کا اظہار ہے وہاں ملت کی اجتماعی حالت و کیفیت کا منظر نامہ بھی ہے زبان و بیان کی سادگی، سچائی، اثر آفرینی ان کی نعت گوئی میں ہر مقام پر رہتی ہے۔ ان کا نعتیہ اسلوب سادہ ہے وہ عموماً مبالغہ آرائی سے گریز کرتے ہیں۔ موضوعات کے تنوع اور طرز بیان کی ندرت کے حوالے سے ان کا نعتیہ سرمایہ اردو کی نعتیہ شاعری میں ایک معتبر اضافہ ہے۔

*****

References

1. Molvi Noor ul Hasan Nayar, *Noor-ul-Lughat*, Vol. 4, (Islamabad, National Book Foundation, 1976), 951.

نور الحسن، نیر مولوی، *نور اللغات*، ج4، (اسلام آباد، نیشنل بک فاؤنڈیشن، 1976)، 951۔

2 . Dr. Riaz Majeed, *Urdu Mein Naat Goi*, (Lahore, Iqbal Akadmi, 1990), 8.

ڈاکٹر ریاض مجید، *اردو میں نعت گوئی*، (لاہور، اقبال اکادمی، 1990)، 8۔

3 . Syed Abu-Al-khair, Kashfi, *Naat or Tanqeed-e- Naat* (Karachi, Tahira Kashfi Memorial Society, 2001), 12.

سید ابو الخیر کشفی، *نعت اور تنقید نعت* (کراچی، طاہرہ کشفی میموریل سوسائٹی، 2001)، 12۔

4. Dr. Farman, Fatah Puri, *Urdu Gazal Naat or Masnavi* (Lahore, Alwaqar Publieashions, 2004), 284.

ڈاکٹر فرمان فتح پوری، *اردو غزل، نعت اور مثنوی* (لاہور، الو قار پبلی کیشنز،2004)، 284۔

5. Raja Rasheed Mahmood, Muqadama, *Naat Khatam-ul-Morsalin* (Lahore, Maqbool Academy, 1993), 17.

راجارشید محمود، مقدمہ، *نعت خاتم المرسلین* (لاہور، مقبول اکیڈمی،1993)، 17۔

6 . Hafeez Tayeb, Urdu Naat Par Qurani Asraat. Mashmoola: Sham o Sahar Naat Number (Lahore, Koh-i-Noor Printing Press, 1985), 11.

حفیظ تائب، *اردو نعت پر قرآنی اثرات*۔ مشمولہ: شام و سحر نعت نمبر (لاہور، کوہ نور پرنٹنگ پریس،1985)، 11۔

7. Dr. Abdul Hameed Yazdani, *Farsi Zaban mein Natia Kalam*, Mashmoola: Naqush Rasool No., Vol. 10 (Lahore, Idara Farkh Urdu, 1984), 146.

ڈاکٹر عبد الحمید یزدانی، *فارسی زبان میں نعتیہ کلام*، مشمولہ:، نقوش رسول نمبر، ج10 (لاہور، ادارہ فروغ اردو،1984)، 146۔

8- Dr. Sayed Raffiy-o-Din Ishfaq, *Urdu Mein Naatia Shai,ri* (Karachi, Urdu Academi, 1976), 104.

ڈاکٹر سید رفیع الدین اشفاق، *اردو میں نعتیہ شاعری* (کراچی، اردو اکیڈمی،1976)، 104۔

9. Dr. Farman Fatah Puri, *Urdu ki Natiya Sha'ri* (Karachi, Halqa Niaz-o-Nigar, 1974), 38.

ڈاکٹر فرمان فتح پوری، *اردو کی نعتیہ شاعری* (کراچی، حلقہ نیاز و نگار، 1974)، 38۔

10. Dr. Naseer ud Din, Hashmi, *Dakan Mein Urdu* (New Dehli, Quomi Council Baraye Farogh Urdu Zaban, 2002), 60.

ڈاکٹر نصیر الدین، ہاشمی، *دکن میں اردو* (نئ دہلی، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، 2002)، 60۔

11 .Ibid, 51.

ایضاً: 51۔

12 .Ibid, 55.

ایضاً: 55۔

13. Fakhar Din Nazami, *Masnavi Qadam Rao Padam Rao* (Dehli, Publishinig House, 1973), 35.

فخر دین نظامی، *مثنوی کدم راؤ پدم راؤ* (دہلی پبلشنگ ہاؤس،1973)،35

14. Ibid, 69.

ایضا:69۔

15. Dr. Jamil, Jalbi, *Tareekh-e- Adab Urdu* (Lahore, Mailis Taraqqi Adab, 2008), 107.

ڈاکٹر جمیل، جالبی، *تاریخ ادب اردو*، ج1(لاہور، مجلس ترقی ادب،2008)، 107۔

16 . Hashmi, *Dakan Mein Urdu*, 74.

ہاشمی، *دکن میں اردو*،74۔

17 . Ibid.

ایضاً۔

18. Sultan Muhammad Quli Qutb Shah, *Layat Sultan Muhammad Qutb Shah*, (Haiderabad Dakan, Azam Steam Press, 1940), 47.

سلطان محمد قلی قطب شاہ، *لیات سلطان محمد قطب شاہ*،(حیدر آباد دکن، اعظم سٹیم پریس،1940)،47۔

19. Ibid, 9.

ایضاً، 9۔

20. Hafeez Tayeb, *Urdu Naat*, Mashmoola: Naqush Rasool No.10, (Lahore, Idara Farkh Urdu, 1984), 170.

حفیظ تائب، *اردو نعت*، مشمولہ: نقوش رسول نمبر10(لاہور، ادارہ فروغ اردو،1984)، 170۔

21. Mirza Muhammad Raffi, Soda, *Kuliyat-e-Soda*,(Lakhnu, Nou Lakshor Press, 1932), 222.

مرزا محمد رفیع سودا، *کلیات سودا*(لکھنو، نولکشور پریس، 1932)، 222۔

22. Dr. Talha Barq, Rizvi, *Urdu Ki Naatia Shairi* (Baharj, Danish Academi, 1976), 34-35.

ڈاکٹر طلحہ برق، رضوی، *اردو کی نعتیہ شاعری*(بہار، دانش اکیڈمی،1976)، 34-35۔

23. Dr. Abbullis, Sidiqi, *Lakhnu ka Debistan-e- Shai,ri Silsal-e- Motboaat* (Ali Garrh, Muslim University, 1944), 313.

ڈاکٹر ابو اللیث صدیقی، *لکھنو کا دبستان شاعری سلسلہ مطبوعات*(علی گڑھ، مسلم یونیورسٹی، 1944)، 313۔

24. Fatah Puri, *Urdu Gazal Naat or Masnavi*, 303.

ڈاکٹر فرمان فتح پوری، *اردو غزل، نعت اور مثنوی*،303۔

25. Molvi Mohammad Mohsin, *Kaliat Naat* (Kanpur, Nami Press, 1232AD), 95.

مولوی محمد محسن، *کلیات نعت*(کان پور، نامی پریس، 1232ھ)، 95۔

26 . Fatah Puri, *Urdu Gazal Naat or Masnavi*, 313.

فتح پوری، *اردو غزل، نعت اور مثنوی*،313۔

27. Ameer Meenai, *Mahamid khatim-e-Nabiyin* (Lakhnu, Nu Lakhsor Press, 1930), 92.

امیر مینائی، *محامد خاتم النبیین*(لکھنو، نولکشور پریس، 1930)ء 92۔

28 . Dr. Farman Fatah Puri, *Urdu ki Natiya Sha'ri*, 50.

ڈاکٹر فرمان فتح پوری، اردو کی نعتیہ شاعری، 50۔

29. Abdul Aziz Sahir, *Bedam Warsi Shakhsiat aur Fan*, (Faisalabad, Misaal Publishers, 2017), Flap.

عبد العزیز ساحر، بیدم وارثی شخصیت اور فن (فیصل آباد، مثال پبلیشرز، 2017)، فلیپ۔

30. Dr. Assi Karnali, *Urdu Hamd-o Naat Par Farsi Shai'ri Riwayat ka Asar* (Karachi, Akleem-e- Naat, 2000), 382.

ڈاکٹر عاصی کرنالی، اردو حمد و نعت پر فارسی شعری روایت کا اثر (کراچی، اقلیم نعت، 2000)، 382۔

31- Molana Altaf Hussain, Haali, *Musdas Maddo-Jazzar Islam* (Lahore, Taj and Company, nd), 125-149.

مولانا الطاف حسین حالی، مسدس مدو جزر اسلام (لاہور، تاج اینڈ کمپنی، ندارد)، 125–149۔

32. Molana Zafar Ali Khan, *Armaghan-e-Qaidiyan* (Lahore, Maktab-e-Karwan, nd), 69.

مولانا ظفر علی خاں، ارمغان قادیان (لاہور، مکتبہ کارواں، ندارد)، 69۔

33. Dr. Riaz Majeed, *Urdu Mein Naat Goi*, 489.

ڈاکٹر ریاض مجید، اردو میں نعت گوئی، 489۔

34. Faiz Tayeb, Muslim Fan o Saqafat Number, *Monthly*, *Mahnoor*, Khasosi Issue, (1980): 147.

حفیظ تائب، مسلم فن و ثقافت نمبر، ماہنامہ، ماہ نو، شمارہ خصوصی، (1980): 147۔

35. Dr. Riaz Majeed, *Urdu Mein Naat Goi*, 315.

ڈاکٹر ریاض مجید، اردو میں نعت گوئی، 315۔

36. Dr. Aziz Ahsan, *Pakistan mein Urdu Naat ka Adbi Safar*, Quarterly Adbiyaat, Shumara 101 (2014): 250.

ڈاکٹر عزیز احسن، پاکستان میں اردو نعت کا ادبی سفر، سہ ماہی ادبیات، شمارہ 101 (2014): 250۔

37. Dr. Riaz Majeed, *Urdu Mein Naat Goi*, 519.

ڈاکٹر ریاض مجید، اردو میں نعت گوئی، 519۔

38. Maher-ul-Qadri, Rai, *Rag Jaan* (Lahore, Maktaba Ta'meer Insaniyat, 1957), 15.

ماہر القادری، رائے، رگ جاں (لاہور، مکتبہ تعمیر انسانیت، 1957)، 15۔

39. Hafiz Tayyab, Natoon k gulab par aik nazar, (Multan, Al-Kitab Graphics, 2009), 79.

حفیظ تائب، نعتوں کے گلاب پر ایک نظر، (ملتان، الکتاب گرافکس، 2009)، 79۔

40 .Dr. Aasi Karnaali, *Kuliyat Tmam o na Tmam* (Karachi, Educational Press, 1994), 537-548.

ڈاکٹر عاصی کرنالی،کلیات تمام وناتمام (کراچی، ایجوکیشنل پریس، 1994)، 537,548۔

41. Rizvi, Sajjad Baqir, *Monthly Sham o Sahar* (Lahore, April 1991), 3.

رضوی، سجاد باقر، ماہنامہ شام وسحر (لاہور، اپریل1991)،3۔

42 . Karnali, *Urdu Hamd-o Naat Par Farsi Shai'ri Riwayat ka Asar*, 386.

ڈاکٹر عاصی، کرنالی،اردو حمد و نعت پر فارسی شعری روایت کا اثر،386

43. Mahir-ul- Qadri, *Kuliyat Mahir-ul Qadri*,(Karachi, Idara Tamir-o Adab, 1983), 75-77.

ماہر القادری، کلیات ماہر القادری (کراچی، ادارہ تعمیر وادب، 1983)،77-75۔

44 . Dr. Riaz Majeed, *Urdu Mein Naat Goi*, 501.

ڈاکٹر ریاض مجید، اردو میں نعت گوئی،501

45. Syed Wahidul Hassan Hashmi, *Daybacha, Yasin* (Lahore, Koh-e-Noor Printing Press, 1997), 36.

سید وحید الحسن ہاشمی، دیباچہ، یاسین (لاہور، کوہ نور پرنٹنگ پریس، 1997)،36۔

46. Dr. Shabia Al-Hassan, *Waheed Al Hassan Hashmi sa Musahibah*, Mashmoola: *Syed Waheed Al Hassan Hashmi ki Sheri Jehtain* (Lahore, Al-Hassan Publications, 2006), 187-188.

ڈاکٹر شبیہ الحسن، وحید الحسن ہاشمی سے مصاحبہ، مشمولہ: سید وحید الحسن ہاشمی کی شعری جہتیں (لاہور، الحسن پبلی کیشنز،2006)، 187-188۔

47. Syed Waheed Al Hassan Hashmi, *Yasin*, 175.

سید وحید الحسن ہاشمی، یاسین،175۔

48 .Ibid, 85.

ایضاً، 85۔

49. Prof. Syed Mohammad Raza Zaidi, *Syed Waheed Al Hassan Hashmi ka Majmoha Naat Yasin* (Lahore, Al Hassan Publications, 2006), 84.

پروفیسر سید محمد رضا زیدی، سید وحید الحسن ہاشمی کا مجموعہ نعت یاسین (لاہور، الحسن پبلی کیشنز، 2006)، 84 ۔

50. Dr. Rafi-ud-Din Hashmi, *Tahirin*, 55.

ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی، طاہرین، 55۔

51. Syed Waheed Al Hassan Hashmi, *Yasin*, 147, 148.

سید وحید الحسن ہاشمی، یاسین،147,148۔

52. Syed Waheed Al Hassan, *Tahirin*, 198.

سید وحید الحسن ہاشمی، طاہرین،198

53 .Ibid, 198.

ایضاً، 198۔

54. Ibid, 215.

ایضاً،215۔

55. Ibid, 244.

ایضاً، 244۔

56. Ibid, 227.

ایضاً، 227۔

57. Ibid, 241.

ایضاً، 241۔

58 .Ibid, 210.

ایضاً، 210۔

59 .Ibid, 202.

ایضاً، 202۔

60. Dr. Yousif Hussain Khan, *Rouh-e- Iqbal* (Lahore, Alqamar Inter Prize, 1996), 455.

ڈاکٹر یوسف حسین خان، *روحِ اقبالؒ* (لاہور، القمر انٹر پرائزز، 1996)،455۔

61. Allama Muhammad Iqbal, *Kuliyaat-e- Iqbal* (Lahore, Sheikh Ghulam Ali and Sons, 1979), 319.

علامہ محمد اقبالؒ، *کلیاتِ اقبال* (لاہور، شیخ غلام علی اینڈ سنز،1979)، 319۔

62. Syed Waheed Al Hassa Hashmi, *Tahirin*, 229.

سید وحید الحسن ہاشمی، *طاہرین*، 229۔

63 .Ibid, 215.

ایضاً، 215۔

64 .Ibid, 194.

ایضاً، 194۔

65 .Ibid, 220.

ایضاً، 220۔

66 .Ibid, 195.

ایضاً،195۔

67. Prof. Zafar-ul-Haq Chishti, *Yaseen aur fan Naat Nigari* (Lahore, Al-Hassan Publications, 1998), 294.

پروفیسر ظفر الحق چشتی، *یاسینؒ اور فن نعت نگاری* (لاہور، الحسن پبلی کیشنز، 1998)، 294۔

68. Waheed Al Hassa Hashmi, *Tahirin*, 196.

وحید الحسن ہاشمی، *طاہرین*، 196۔

69 .Ibid, 233.

ایضاً، 233۔

70 .Ibid, 237.

ایضاً، 237۔

71 .Ibid, 281.

ایضاً، 281۔

72 .Ibid, 262.

ایضاً، 262۔

73 .Ibid.

ایضاً۔

74. Dr. Arif Saqib, *Waheed al Hassan Hashmi ki Naat Gowahi*, Mashmola, Tehreen , 99,100.

ڈاکٹر عارف ثاقب،وحید الحسن ہاشمی کی نعت گوئی، مشمولہ،طاہرین،99,100

75. Syed Waheed Al Hassan Hashmi, *Tahirin*, 196.

سید وحید الحسن ہاشمی، *طاہرین*، 196۔

76 .Ibid, 209.

ایضاً، 209۔

77. Syed Waheed Al Hassan Hashmi, *Yasin*, 103.

سید وحید الحسن ہاشمی، *یاسین*، 103۔

78 .Ibid, 170.

ایضاً، 170۔

79. Hafiz Tayyab, Rai, *Tahirin*, 104.

حفیظ تائب، رائے،*طاہرین*، 104۔

80. Waheed Al Hassan Hashmi, *Tahirin*, 211.

وحید الحسن ہاشمی، *طاہرین*،211۔

81 .Ibid, 194.

ایضاً، 194۔

82. Prof. Hassan Askari's kazmi, *Yaseen pr aik tehrana nazar*, 282.

پروفیسر حسن عسکری کاظمی،*یاسینؑ پر ایک طائرانہ نظر*،282۔

83. Hanif Asadi, *Seyd Waheed al Hassan ki Naat Nigari*, 275.

حنیف اسعدی،*سید وحید الحسن کی نعت نگاری*،275 ۔